حرفِ زیارت گزار



مرتب: مقبول زیدی
(بانی وناظم سلام گزار ادبی فورم)

التماسِ سورۂ فاتحہ

برائے ایصالِ ثواب

سیّد ظفر الحسن ابنِ سیّد شریف حسین

و

طیّبہ خاتون بنتِ سیّد عبّاس حسین

و

سید حسین حیدر ابنِ سیّد حسن

و

سیّدہ شکیلہ بیگم بنتِ سیّد احسان حسین

حرفِ زیارت گزار

مرتّب

مقبولؔ زیدی
بانی و ناظم
سلام گزار ادبی فورم

انتساب

اتّحاد بین المسلمین کے نام

نام کتاب	حرفِ زیارت گزار
مرتب	مقبولؔ زیدی
معاونین	توقیرؔ تقی / طاہرہ تارہؔ جعفری
حروف کار	عبدالصمد نورؔ سہارنپوری
حروف بیں	عدنان عکسؔ
سرورق	
بارِ اوّل	۲۰۱۵ء
تعداد	۱۰۰۰
ہدیہ	250 روپے / 5 امریکی ڈالر
مطبع	مشتاع مطبوعات
ناشر	سلام گزار ادبی فورم
رابطہ	0331-2302149
ملنے کا پتہ	ویلکم بک پورٹ انٹرنیشنل اردو بازار کراچی

سرپرستگانِ سلام گزار ادبی فورم

قمر زیدی

اصغر علی سیّد

فرحت عباس ترمذی

مشاورتی کمیٹی

ڈاکٹر جاوید منظر

سمیع نقوی

علمدار اسلم

رانا خالد محمود قیصر

عدنان عکس

عبدالصمد نور سہارنپوری

فہرست

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد لاھلہ والسّلام علیٰ اھلھا

سلام گزار ادبی فورم

خدا کا شکر آج "سلام گزار ادبی فورم" اپنی ہیئت میں تا دمِ تحریر، ماہانہ محفل، ردیف "معتبر" کے تحت انجام پا چکا۔ سلام گزار ادبی فورم کی بنیاد اب سے چار سال قبل رکھی گئی جس کی ابتدائی محفلیں راقم کے پھوپھی زاد بھائی سید فرحت عباس ترمذی صاحب کے دولت کدے، فلیٹ نمبر R-25، نعمان گرانڈ سٹی میں منعقد کی گئیں۔ فرحت عباس ترمذی صاحب ذاکرِ حسین اور شاعر ہونے کے سبب مذہبی اور ادبی حلقوں میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، لہٰذا انہوں نے اپنے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے ان محافل کا انتظام سادہ لیکن پروقار انداز میں کیا۔ فرحت عباس صاحب کے گھر منعقد ہونے والی پہلی محفلِ مسالمہ کی صدارت کا شرف معروف بزرگ شاعر جناب عارف منصور کے حصے میں آیا۔ اس محفل کا آغاز شام ۵ بجے جب کہ مغرب کے وقت اختتام بالخیر ہوا اور بفضل اللہ تعالیٰ، بعدہ تا ایں دم جاری و ساری ہے۔

سلام گزار ادبی فورم کی وجہِ تخلیق راقم الحروف کی یہ فکر بنی کہ مدحِ اہلِ بیت کیا صرف اہلِ تشیع کا خاصہ ہے، جب کہ برادرانِ اسلام بھی عقیدتِ اہلِ بیت کا دم بھرتے نظر آتے ہیں، لیکن فرقہ وارانہ عصبیت کے بڑھتے رجحان نے بین الفریقین ایک ایسی خلیج پیدا کر دی ہے جسے پاٹنا یقیناً ہماری تنہا کوشش سے تو ناممکن ہے مگر مساعیِ شریعہ میں اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھتے ہوئے اس فورم کو مستقل بنیادوں میں استوار کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ابتداء میں یہ سلسلہ گھر گھر آگے بڑھتا رہا جس کا اجمالاً ذکر کرنا ناگزیر ہے۔ راقم نے بھی اپنے گھر میں اس محفلِ مسالمہ کے انعقاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس سلسلے کی ایک محفل ظہور مہدی صاحب کے دولت کدے

ہارون رائل سٹی میں منعقد کی گئی۔ موصوف تا حال وہیں مقیم ہیں لیکن صحت کی زبوں حالی نے بستر سے لگا دیا، خدا صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے، آمین۔ موصوف دیگر صفات کے ساتھ موضوع طبائع اور لکھنوی تہذیب کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ اس کے علاوہ آلِ عبا ٹرسٹ کے لائف ٹرسٹی اور آرٹس کونسل کے بھی تا حیات ممبر ہیں۔ انہوں نے فورم کے مسالموں میں بھی حتی المقدور شرکت فرمائی۔ یہ سلسلہ اسی طرح آگے بڑھتا رہا، کرم فرماؤں کی دلچسپی بڑھتی رہی اور احباب از خود اس فورم کے مسالمہ کی فرمائش کرنے لگے جن میں پہلی شخصیت ایس۔ ایم۔ نقی صاحب کی ہے۔ جنہوں نے شاعر نہ ہونے کے باوجود اس فورم کے ذریعے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے پُر تپاک محفل کا انعقاد کیا، جس کی ضیافت بھی غیر معمولی تھی۔

ایک قدم آگے بڑھا تو یہ محفلِ مسالمہ، مرحوم شاعر انور کیفؔ کی کوشش سے ان کی ادبی تنظیم ''قلم قبیلہ'' کی میزبانی میں منعقد کی گئی، جس کے باعث اتحاد بین الفریقین کی راہ ہموار ہوئی جو کہ ''سلام گزار ادبی فورم'' کے اغراض میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ سلام گزار ادبی فورم کے تحت ایک محفل محترم مسعود کاظمی کے دولت کدے پر اُن کی فرمائش کے مطابق منعقد کی گئی جن کے والد محترم سید سرفراز حسین کاظمی ضلع خیر پور میں ایک معروف خطیب اور صحافی کی حیثیت سے اپنی خاص شناخت رکھتے تھے۔ مختلف مقامات پر محافل کے انعقاد کے سلسلے کی آخری محفل نیو رضویہ میں مقیم محترم جعفر زیدی کے مسکن جو درِ حسین کے نام سے منسوب ہے، میں منعقد کی گئی۔ اس محفلِ مسالمہ کے بعد سلام گزار ادبی فورم کو مستقل بنیادوں پر محترم قمرؔ زیدی کی سرپرستی میں ان کی قیام گاہ واقعہ گلشنِ جمال، میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں یہ سلسلہ تواتر کے ساتھ کم وبیش دو سال جاری رہا۔ جس کے نتیجے میں فورم کو عامۃ الناس کی پذیرائی مزید سے مزید تر حاصل ہوتی رہی۔

محترم قمرؔ زیدی نے اس تعاون کو نہایت خلوص سے جاری رکھا جس کی وجہ اُن کی ادبی شخصیت ہونا بھی ہے۔ موصوف زیدی سادات سے متعلق ہیں اور رثائی ادب میں اپنا مقام صفِ اول کے شعراء میں رکھتے ہیں۔ یہاں موصوف کی ادبی خدمات کو تفصیل سے پیش کیا جانا چاہیے تھا

جوان کی شخصیت کا تقاضہ ہے لیکن شومئی قسمت کہ وقت اور طوالتِ تحریر اس بات کی اجازت نہیں دیتے پھر بھی کچھ نہ کچھ کہنا ضروری ہے۔ محترم قمر زیدی ادبی حلقے میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ خود کو مشہور شاعر ڈاکٹر عاصی کرنالی کا شاگرد ظاہر کرتے ہیں جس کا اظہار خود محترم ڈاکٹر عاصی کرنالی بھی فرما چکے ہیں۔ اس لحاظ سے قمر زیدی صاحب افقِ شاعری پر ایک ستارے کی مسلم حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے کئی مراثی کتابی شکل میں منصہ شہود پر آ چکے ہیں اور مختلف مجالس میں پڑھے بھی جاتے ہیں۔ موصوف کا بے دریغ تعاون سلام گزار ادبی فورم کو حاصل رہا اور ہنوز ان کے تعاون سے یہ فورم آگے بڑھ رہا ہے۔ قمر صاحب کا کراچی سے منتقل ہو جانا گرچہ اس ادبی فورم کے لیے ایک بڑا دھچکہ تھا مگر ان کے مجوزہ مقام، محترم علی اصغر سید کا دولت کدہ جو گلستانِ جوہر بلاک 3، میں ہے، آج کل سلام گزار ادبی فورم کی محافل کا مستقل مرکز ہے۔

قارئین یہ تو جان ہی گئے کہ اس فورم کا مقصد صنفِ سلام کو مخصوص مقام کے علاوہ عمومی مقام دینا تھا۔ یہ صنف مجالس اور عزا خانوں تک محدود ہو گئی تھی جسے سلام گزار ادبی فورم نے عزا خانوں کے علاوہ مختلف گھروں میں بھی منعقد کراتے ہوئے عام کیا۔

اس فورم کے تحت شعراء کرام بلا تفریقِ مذہب شرکت فرماتے ہیں جو ایک باہمی افہام و تفہیم کے لیے وقت کی ضرورت ہے۔ فرقہ وارانہ عصبیت کی خلیج کو پاٹنے کے لیے جہاں بہت سی تنظیمیں کارِ خیر انجام دے رہی ہیں وہاں اس ادبی فورم کا بھی اس کارِ خیر میں حصہ ہے۔ جس کی ہمہ وقت یہی کوشش ہے کہ اس صنفِ سلام کو بین الفریقین، اتحاد المسلمین کا ذریعہ تسلیم کیا جائے۔ تا دمِ تحریر شعراء کرام کا وہ کلام جو ان محافل میں خود ان کی زبانی پیش کیا گیا، کتابی شکل میں بہ نام ''حرفِ زیارت گزار'' قارئین کی نظرِ لطیف کی نذر کیا جا رہا ہے۔ اس ادبی فورم کے تحت یہ پہلا مجموعۂ کلام ہے جو منصہ شہود پر آ رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

سلام گزار ادبی فورم کے تحت سلام کا پہلا مجموعۂ کلام ''حرفِ زیارت گزار'' پہلی محفل سے لے کر گزشتہ سال تک منعقد ہونے والی محفلوں میں پڑھے گئے شعراء کے ان کلام پر مشتمل ہے

جو ہمیں موصول ہوئے اور ہمارے پاس محفوظ بھی رہے۔ کسی بھی شاعر کے لیے اپنے مجموعۂ کلام کی اشاعت کسی حد تک آسان ہے لیکن مختلف شعراء کے متفرق کلام کو ایک جگہ جمع کرنے سے لے کر طباعت کے مراحل تک پہنچانا کتنا دشوار ہے، یہ وہی سمجھ سکتا ہے جو اس تجربے سے گزر رہا ہو۔ یہ اشاعت چونکہ اس ادبی فورم کا پہلا تجربہ تھا اس لیے کسی بھی قسم کی کمی یا غلطی سے بچنے کی لاکھ کوشش کے باوجود شاید کہیں کچھ نہ کچھ قابلِ سوال رہ گیا ہو، جس کے لیے راقم قارئین وشعراء سے ملتمس ہے کہ مقولہ "غلطی بشری تقاضہ ہے" سمجھتے ہوئے ناراضگی کا اظہار کرنے کے بجائے غلطی یا اغلاط سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ درست کر لی جائیں۔

خیر اندیش، مقبول زیدی

بانی وناظم، سلام گزار ادبی فورم

کراچی، پاکستان

حمدِ باری تعالیٰ

نصیرکوئی

قاصر مرا قلم ہے تو عاجز مری زباں
ممکن کہاں کہ وصف ترے کر سکوں بیاں

الطاف کا شمار کٹھن مرحلہ سہی
تجھ سے عطا کا شکر تو ممکن ہے اے زباں

یہ انبساط و غم کا توازن ہے دیدنی
ہم سے بقدرِ ظرف لیا تو نے امتحاں

اے نورِ لازوال اگر ہو ترا کرم
ذرّوں پہ آفتاب کا ہونے لگے گماں

کس کو پکارتا وہ اسیرِ ملال و غم
تیرے سوا نصیرؔ کا ہے کون پاسباں

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

ماجد خلیل

اب نعت جو زندگی ہوئی ہے
سانسوں کی کمی بڑھی ہوئی ہے

دیکھوں گا انھیں بروزِ محشر
یہ سوچ کے جو خوشی ہوئی ہے

میں آ تو گیا حرم سے واپس
پہ کیا مری واپسی ہوئی ہے

آئیں گے ضرور میرے آقا ﷺ
خوابوں پہ نظر لگی ہوئی ہے

ماجدؔ بہ زبانِ بے زبانی
سرکار ﷺ سے بات بنی ہوئی ہے

ماہانہ مسالمہ

ردیف

خیال

عارف منصور

جاتا ہے جب بھی کرب و بلا کی طرف خیال
موتی اگلنے لگتا ہے بن کر صدف خیال
لاشے جو دیکھے عون و محمدؑ کے ریت پہ
لڑنے لگا یزید سے خنجر بکف خیال
کن کن قیامتوں سے گزر کر ملی بہشت
کرب و بلا سے لے کے گیا جب نجف خیال
باطل سے جنگ کے لیے تیار ہر گھڑی
پایا حسینؑ ہی کے سبب لا تخف خیال
کانوں میں گونجیں شامِ غریباں کی سسکیاں
منصورؔ آنسوؤں کا بنا پھر ہدف خیال

قمر زیدی

کربلا جب سے بنی ہے میرا عنوانِ خیال
ہے سلاموں سے مزیّن میرا دیوانِ خیال
اب مخل ہوتے نہیں اوہام دورانِ خیال
ہے ولا زعمِ تخیّل، عشق ایمانِ خیال
شام ہے اپنی جگہ اک درس گاہِ زینبی
کربلا اپنی جگہ ہے اک دبستانِ خیال
شرط لازم ہے کہ دل میں ہو علیؑ کی معرفت
غیر کو ممکن نہیں ہوجائے عرفانِ خیال
تا قیامت اہلِ فن کہتے رہیں یونہی سلام
اے قمرؔ روشن رہے یونہی شبستانِ خیال

سمیع نقوی

عظمتوں سے پُر نظر آتے ہیں یہ سادہ خیال
عشقِ شہ کا کھولتے ہیں بند دروازہ خیال
ایسی نعمت دوستوں بازار میں ملتی نہیں
مدحتِ خیرالوریٰ میں نظم ہیں اعلیٰ خیال
میں بھی ہوں اک عاشقِ شاہِ مدینہ دوستو
اس لیے رنگین ہو جاتے ہیں یہ سادہ خیال
لاکھ طوفانِ حوادث راہ میں آئیں مگر
چھوڑ دیں شبیر کیسے دیں بچانے کا خیال
آ رہا ہے رحمتوں کے شہر سے ہوتا ہوا
اس لیے اترا رہا ہے اے سمیع اپنا خیال

علمدار اسلم

رکھتا ہے جو بھی اسوۂ شبیر کا خیال
انسانیت کا رہتا ہے اس کو سدا خیال
یہ اور بات آدمی ظاہر نہیں کرے
ورنہ ہر ایک نفس کا ہے آئنہ خیال
آماج گاہِ نور ولا ابتدا سے ہے
تاریکیوں سے دور رہا ہے مرا خیال
کیسے کہوں خیال رکھیں گے نہ حشر میں
دنیا میں جب کہ رکھتے ہیں مولا مرا خیال
رتبہ دیا جو حر کو علیہ السلام کا
اسلم تھا میزبان کو مہمان کا خیال

قیصر طاہر حسین

نبی جو عظمتِ خیر الوریٰ نگارِ خیال
ہوئی ہیں فکر کی تابانیاں نثارِ خیال
علیؑ کی ذات کا عرفان ہو اگر حاصل
تو شہرِ علم سے ملتا ہے اعتبارِ خیال
فقط ہے خاکِ کفِ پائے علمِ بابِ علوم
ہر ایک فکرِ رسا اور ہر وقارِ خیال
خیال میں ہوں اگر زمزمے سلونی کے
جہانِ علم میں ہوتا ہے انتظارِ خیال
خیال میں ہے بسی قبرِ دلبرِ زہرا
ہے فرض طاہرِ ناچیز ہو نثارِ خیال

فرحت عباس ترمذی

کہیں دکھایا گیا ظالم کا اضطراب خیال
کہیں ہجومِ مصائب پہ فتح یاب خیال
ہر ایک جسم کو پیوند خاک ہوتا ہے
بقا بدوش ہدایت کا آفتاب خیال
مشاہدے میں ہمارے ہیں بو ذر و سلمان
وہ ہست و بود کے وا کر رہا ہے باب خیال
جزا سزا کا رہا انحصار نیت پہ
عمل سے قبل تھا مقبول و مستجاب خیال
زمانہ ساتھ تمہارے کہاں چلا فرحت
ہزار پیش کیا تم نے لاجواب خیال

جمال احمد جمال

ذکر سے ہوتی رواں ہے عشق کی جوئے خیال
کربلا کی سمت مڑ جاتا ہے پھر روئے خیال
قطرہ قطرہ ہو رہا ہے خونِ دل یادوں میں جذب
یوں مشامِ جاں میں ہے خوں رنگ ہر بوئے خیال
اک طرف قدسی صفت افرادِ دل حق آشنا
تھی مقابل جن کے بے دردی سرِ کوئے خیال
تشنہ کامانِ عزیمت پیکرِ صبر و رضا
ان کی طینت میں بسی تھی ایک خوشبوئے خیال
بندگی کا حسنِ باطن، ان کی بنیادِ حیات
تھے شہادت پہ جمالؔ ہر ایک یکسوئے خیال

آسی سلطانی

رکھتا نہیں میانِ یقین و گماں خیال
سو آج بھی ہے دیکھیے رطب اللساں خیال
آلِ نبیؐ کا ذکر ہو یا ذکرِ کربلا
دیتا ہے ذاکرین کو اوج البیاں خیال
محبوب کبریا کے پرستار دے گئے
قربانیوں کے باب میں اک بے کراں خیال
جاں سوز و دل فگار مناظر کا تا ابد
کرتا رہے گا پیش ہر اک نوحہ خواں خیال
آسیؔ تصوراتِ مودّت کے رو بہ رو
اب تک ہے زیرِ دامنِ صد امتحاں خیال

مقبول زیدی

اللہ اللہ کتنی بڑھ جاتی ہے پھر شانِ خیال
جب بھی ہو جاتا ہے ذکرِ آلِ ایمانِ خیال
جن میں ہوتے ہیں مضامیں اسوۂ شبیر کے
عرش سے ہم پر اترتے ہیں وہیں خوانِ خیال
سنھی سے تربت تصور میں چلی آتی ہے بس
آنسوؤں سے بھیگتا رہتا ہے زندانِ خیال
فکر نے دی جب سرِ نوکِ سناں دادِ سخن
لولو و مرجاں سے بکھرے زیرِ دامانِ خیال
ہوگئے مقبولؔ ہم بھی ایک شاعر عشق کے
کربلا سے جب ہوئی ہے زیبِ دامانِ خیال

ظفر عباس ظفر

جب سلامِ کربلا میں ڈھالے جائیں گے خیال
ایسے پاکیزہ خیالوں کو سجائیں گے خیال
مطلعِ فکر و نظر پر نقش کرلو کربلا
انقلاب اس طرح سے عالم میں لائیں گے خیال
داد دیں گے آپ کو مرزا دبیر اور میر انیس
فکر کی معراج پر جب لے کے جائیں گے خیال
کربلا میں جذب ہو جاؤ سفیرانِ ادب
بستیاں اہلِ مودت کی بسائیں گے خیال
آنسوؤں میں ڈھل رہے ہیں یہ جو مقتل میں ظفر
اک صحیفے کو دعاؤں سے سجائیں گے خیال

انیس جعفری

کرب و بلا کا کیوں نہ ہو شام و سحر خیال
ہر اک خیال سے ہے یہی معتبر خیال
مٹتی نہیں زیارتِ کرب و بلا کی دھن
ورنہ بدلتا رہتا ہے دنیا کا ہر خیال
تنہا چلا ہوں قصدِ زیارت کیے ہوئے
ہے اس سفر میں صرف مرا ہم سفر خیال
ہر شخص حقِ اجرِ رسالت ادا کرے
خوشنودیٔ رسولؐ کا رکھے اگر خیال
رکھتے نہیں ہیں آلِ محمدؐ کو جو انیسؔ
ان کا بھٹکتا رہتا ہے خود در بہ در خیال

عدنان عکسؔ

مدحِ اہلِ بیت کا کیونکر نہ ہو شاکر خیال
فیض سے جس کے ہوا ہے طیّب و طاہر خیال
مل گئی ہے خلد میں قربِ نبیؐ کی جب نوید
حُر کے دل میں کیسے آئے زندگی کا پھر خیال
سجدۂ تعظیم مولا ہم کریں گے عمر بھر
کوئی کرتا ہے ہمیں کرتا رہے کافر خیال
جب بھی گم ہوتا ہے مدحِ اہلِ بیتِ پاک میں
باغِ جنت مجھ پہ کر دیتا ہے پھر ظاہر خیال
کیوں نہ ہو اے عکسؔ ہر لمحہ عبادت میں شمار
حرمتِ آلِ نبیؐ کا دل میں ہے آخر خیال

عبدالصمد تور سہارنپوری

دل میں تھا آپ کا اے شہِ کربلا خیال
دنیا کا دور دور بھٹکتا رہا خیال
تُو شمر اس گلے پہ ہوا تیغ آزما؟
رکھتے تھے جس گلے کا حبیبِ خدا خیال
جس دل میں احترام نہیں اہلِ بیت کا
میری ہے فکر اُن سے الگ اور جدا خیال
ہوتا نہیں یہاں بھی عمل دیں کے حکم پر
آتا ہے بار بار ترا رہنما خیال
تبؔ تورؔ مدحِ آلِ پیمبر کے واسطے
میری زبان، میرا قلم اور مرا خیال

خمار زیدی

بن گیا خود ہی مسیحا مرا بیمار خیال
جب بھی آیا مجھے شبیر کا اک بار خیال
یوں حقیقت میں ڈھلے محرمِ اسرار خیال
نصب تن جامۂ الفاظ ہیں اظہار خیال
غم سے شبیر کے ہر غم کو مٹانا سیکھا
دشتِ غربت میں بنا سایۂ اشجار خیال
میں اکیلا ہوں مقابل میں ہیں لاکھوں لیکن
ہے علم سایۂ فکرِ لشکرِ جرار خیال
جام ہے جام ولا اور مودت کا خمار
جیسے پیمانۂ دنیا میں ہو دیں دار خیال

شفیع محسن

ہم تو کرتے ہیں اسی محفل کو بس محفل خیال
عظمتِ شبیر کا رکھے جہاں ہر دل خیال
بحرِ غم سے کھینچ لیتی ہے مجھے اپنی طرف
یاد کو شبیر کی کرتا ہوں میں ساحل خیال
ظلم کر کے توڑ دیں گے حوصلے شبیر کے
کربلا میں آئے تھے لے کر یہ کیا جاہل خیال
جو رقم کرتا ہو کرلو منقبت کے باب میں
ہو مگر وہ پنجتن کی شان کے قابل خیال
فکر کی پرواز محسنؔ کھولتی ہے کیسے پر
کربلا کی سمت ہو جاتا ہے جب مائل خیال

مہتاب عالم مہتاب

اس دل میں کربلا کا جو آیا کبھی خیال
ظلمت کدے کو بخش گیا روشنی خیال
آیا خیال مجھ کو جو آلِ رسولؐ کا
ہر زاویے سے دینے لگا آگہی خیال
ممکن ہے پھر سے دور وہ امن و امان کا
رکھے جو ان کی بات کا ہر آدمی خیال
تا حشر پھول اس کے تبسم پہ ہوں فدا
اصغر کا دل میں رکھے جو ننھی کلی خیال
قدموں میں ہوں حسین کے عالم میں ہر گھڑی
جنت میں مجھ کو رکھتا ہے ہر دم یہی خیال

ماہ نور خانزادہ

آتا ہے جس گھڑی ہمیں شبیر کا خیال
آنکھوں سے بہہ نکلتا ہے تقدیر کا خیال
اس غم سے کوئی کس طرح خود کو جدا رکھے
کرب و بلا ہے عشق کی تاثیر کا خیال
پیغامِ کربلا وہ اثر ہے کہ جس کا دکھ
ذہنوں میں بانٹتا ہے مرے تیر کا خیال
اصغر ترے خیال سے روشن ہے میرا دل
یہ روشنی ہے زینب دل گیر کا خیال
مہ نور میں مخمسین کی ادنیٰ سی اک گدا
میرا حسینؑ دین کی تعمیر کا خیال

علی اظہار

جب درِ علم پہ کرتا ہے جبیں سائی خیال
بخش دیتا ہے ہر اک شعر کو رعنائی خیال
آج پھر بزمِ ملائک میں مرا ذکر رہا
آج پھر مدحِ علیؑ کا تھا تمنائی خیال
جس میں روشن نہ ہوں شبیر کی الفت کے چراغ
کس طرح رکھے گی اس چشم کا بینائی خیال
گفتگو ہوتی ہے حیدر کے تعلق سے اگر
خود بتاتا ہے کسی ظرف کی اونچائی خیال
جس جگہ نیتِ اظہار ولا کرتا ہوں
بڑھ کے کرتا ہے وہیں میری پذیرائی خیال

سید ظہور مہدی

وقتِ نماز رکھیے مناجات کا خیال
تقویٰ مزاج فخر و مباہات کا خیال
حمد و ثنا کے بعد کریں عرضِ مدعا
رکھیں صدا نبیؐ کی ہدایات کا خیال
کچھ تو کہو کہ غیرتِ اسلام کیا ہوئی
کس جا ملے گا عدل و مساوات کا خیال
بے فیض ہو رہا ہے زمانے میں علم اب
پیشِ نظر ہے ذاتی مفادات کا خیال
ترکِ وطن کیا تھا کلاں پور سے ظہورؔ
پیشِ نظر تھا دیں کی مساوات کا خیال

عبرت حسین عبرت

دل میں جو آیا ہے میرے ان کی مدحت کا خیال
کتنا اعلیٰ بن گیا میری عبادت کا خیال
نامۂ اعمال میں لکھا گیا میرے ثواب
دل میں جب آیا مرے شہ کی زیارت کا خیال
اک ابو طالب بنے رب کے پیمبر کی سپر
اور کسی کو کیوں نہیں آیا حفاظت کا خیال
ایک پل میں بن گئی بگڑی ہوئی تقدیر بھی
کفر سے آیا جونہی حر کو بغاوت کا خیال
دے کے قرآں اور عترت مصطفیٰ نے یہ کہا
رکھنا میرے بعد میری اس امانت کا خیال

تارہ جعفری

ہر دم بہن کو بھائی کی راحت کا ہے خیال
زہرا کے نورِ عین کی خدمت کا ہے خیال
یہ کاروانِ حب راہِ نجات ہے
شبیر کو بشر کی شفاعت کا ہے خیال
فکرِ نبیؐ، کو دین کی سچائی کے لیے
شبیر صرف تیری شہادت کا ہے خیال
کھا کے سناں کلیجے پہ اکبر ہیں شادکام
وقتِ نزع بھی نانا کی امت کا ہے خیال
قسمت سے پائی تو نے جو توفیق مدح کی
قسمت کو تارہ تیری مودت کا ہے خیال

کمیل ظہور

کس کا خیال آگیا مولا خیال میں
بہنے لگے ہیں علم کے دریا خیال میں
خود ہی ورق پہ چلنے لگا ہے مرا قلم
مصرعہ جو دفعتاً مرے آیا خیال میں
میری مدد کو آ گئے عباسؑ باوفا
جب بھی علی کو میں نے پکارا خیال میں
بکھرے ہوئے بدن کے وہ ٹکڑے نظر میں تھے
آیا جو ایک رات کا دولہا خیال میں
ملتی رہے گی علم کی دولت مجھے ظہور
دروازۂ علوم ہیں بارہ خیال میں

ماہانہ مسالمہ

ردیف

کون

قمر وارثی

لہو سے دیں کو نیا دے گیا ہے چہرہ کون
حسینؑ ابنِ علیؑ کے سوا ہے ایسا کون
تقاضہ ملتِ اسلامیہ کی آن کا تھا
خوشی سے چھوڑ کے جاتا ہے ورنہ طیبہ کون
یہ جاں رہے نہ رہے دینِ حق رہے قائم
اس اہتمام سے دشتِ بلا میں اترا کون
خوشی سے کر دیا قربان گھر کا گھر اپنا
فدا حسینؑ سا نانا کے دیں پہ ہوگا کون
ہوئے ہیں یوں تو قمرؔ رشکِ بندگی کیا کیا
حسینؑ جیسا مگر کر سکا ہے سجدہ کون

عارف منصور

کر رہا ہے بے زبانی سے مسلسل وار کون
ساتھ مقتل میں ہے لایا صبر کا ہتھیار کون
دشت کی تپتی زمیں پر ہو گیا ہے فیصلہ
کون ٹھہرا رب کا دشمن اور ہے دلدار کون
کون لشکر سے نکل کر قافلے میں آ گیا
رات بھر کے خواب سے آخر ہوا بیدار کون
پائی سجدے میں شہادت، دین رکھا سر بلند
کون تھا شیرِ خدا کی بے اماں تلوار کون
جس سے تھا منصورؔ لرزاں سارا ایوانِ یزید
کون تھی خاتون وہ اور ساتھ تھا بیمار کون

سبطِ نقوی

ایماں کی حدوں میں درِ حیدر پہ رہا کون
بتلاؤ مودت کے اصولوں پہ چلا کون
کہتا ہے جسے مظہرِ حق سارا زمانہ
اوصافِ الٰہی میں ہے حیدر کے سوا کون
سجدے میں سوالی ہیں بجز سبطِ پیمبر
بتلائیے اللہ کی پہچان بنا کون
رضواں درِ جنت پہ ہمیں دیکھ چکا ہے
روکے گا ہمیں خلد میں جانے سے بھلا کون
میثم ہے نہ بوذر نہ پیمبر سا سبطؔ ہے
کر سکتا ہے اب شاہِ نجف تیری ثنا کون

راشد حسین راشد

تشریحِ حق و باطلِ دوراں کرے گا کون
سر دے کے یوں ادا حقِ یزداں کرے گا کون
کرب و بلا کی شام کو دے کر سحر کا نور
اک صبحِ نو بہار کا عنواں کرے گا کون
اپنا لہو چھڑک کے رخِ کائنات پہ
ارض و سما کی مانگ پہ افشاں کرے گا کون
اپنی قبائے ہست کو یوں کر کے تار تار
ظلم و ستم کا چاک گریباں کرے گا کون
راشدؔ ہیں تجھ سے شہ کے غلاماں بہت یہاں
مت سوچ یادِ شامِ غریباں کرے گا کون

جمال احمد جمال

مرحلوں میں قتل کے بھی صاحبِ کردار کون
ظلم کی راہوں میں حائل صورتِ دیوار کون
جس کے آقائے دو عالم ناز برداروں میں ہوں
ہے حسین ابنِ علی سا نازشِ سرکار کون
عزم میں جس کے تسلسل کا گماں ممکن نہیں
حق کی خاطر تھا مسلسل برسرِ پیکار کون
جزئیت نورِ ازل کی ہو سراپا جس کی ذات
بزمِ ہستی میں ہے وہ تابش گہِ انوار کون
تشنگی جس کی حضوری میں ہوئی خود سر نگوں
ہے جمالؔ صبر کا پیکر دمِ گفتار کون

نور شمع نور

خنجر کے دھار زیبِ گلو کر رہا ہے کون
اپنے لہو سے آپ وضو کر رہا ہے کون
حیراں ہے چشمِ وقت کہ دشتِ ممات میں
ہستی کے پیرہن کو رفو کر رہا ہے کون
جن سے کشید کی تھی زمانے نے زندگی
ان جرأتوں کی اب بھی نمو کر رہا ہے کون
شامِ فرات تو بھی گواہی ضرور دے
باطل کی تیرگی کو لہو کر رہا ہے کون
فرعونیت کو کس نے سبوتاژ کر دیا
اے نورؔ اب بھی ضربتِ ہُو کر رہا ہے کون

زیب النساء زیبی

فہم و دانش عظمتِ کردار کا معیار کون
تشنہ کام و بو ترابی لہجہ و گفتار کون
حرملا کے تیر سے لرزاں تھی کربل کی زمیں
تھا سرِ کرب و بلا بھی صبر کی تلوار کون
سات سو کرسی نشینوں سے سجے دربار میں
تاجِ منصف سے مخاطب تھا سرِ دربار کون
سر سجے نوکِ سناں پر آیتِ قرآں بہ لب
صاحبِ ایمان و ایقاں سے ہیں یہ سرشار کون
تم کو زیبیؔ کا سلام اے تشنہ گانِ اہلِ بیت
اے یزیدِ نحس، اب ہے صاحبِ کردار کون

مقبول زیدی

طیبہ سے تا کربلا ہے ظلم کی پہچان کون
کون ابنِ کلِ شر ہے ابنِ کُل ایمان کون
ذرۂ دشتِ بلا کی ہر ساعت ہے گواہ
بر سرِ نوکِ سناں پڑھتا رہا قرآن کون
خیمہ گاہِ تیرگی میں جز ترے نباضِ فکر
دوستی کا گل چراغوں پہ کرے اعلان کون
قاسم و عون و محمد اکبر و اصغر کو دیکھ
نیلم و پکھراج و زرقوں لولو و مرجان کون
مدحِ آلِ مصطفٰی مقبولؔ ہو جائے اگر
دو جہاں میں مجھ سے بڑھ کر اور ہے دھنوان کون

موج لکھنوی

مردِ میداں ہے وہ انسان یہ مت پوچھو کون
یعنی وہ کل کاملِ ایمان یہ مت پوچھو کون
ہو بدر خیبر و خندق وہ دکھا دے جوہر
اس کا اسلام پہ احسان یہ مت پوچھو کون
سو گیا بسترِ احمدؐ پہ جو ہجرت کی شب
وہ نبوت کا نگہبان یہ مت پوچھو کون
مرضیٔ رب سے نبیؐ نے جسے دختر دے دی
جس پہ اللہ مہربان یہ مت پوچھو کون
جس کے بیٹے ہیں حقیقت میں ارم کے سردار
بخششِ موجؔ کا سامان یہ مت پوچھو کون

نیر کاظمی

منتظر آنکھوں میں اور ناظر کون
کون باطن میں اور ظاہر کون
یہ حسینؑ ابنِ علیؑ تھے ورنہ
سر کٹاتا ہے دیں کی خاطر کون
رن میں چلتا ہے شجاعت کا پتہ
کون بزدل ہے اور بہادر کون
فکر رکھتی ہے روح کو آزاد
جسم میں قید کیا ہے، باہر کون
کم سنی سے کی خود شناسی مگر
پھر بھی سمجھا نہ میں ہے نیرؔ کون

آسی سلطانی

بعد از خدا رؤف و رحیم و کریم کون
محبوب کبریا کا بنا ہے ندیم کون
سب کچھ لٹا کے دین کا رکھتا ہے سر بلند
رکھتا ہے ایسی جرأت و عزمِ صمیم کون
جو بھی ہوئے شہید، بڑا ان کا مرتبہ
میدانِ کربلا کا شہیدِ عظیم کون
دیکھا جو اسمِ پاکِ محمدؐ بغور تو
حسنِ نظر نے پوچھا میانِ دو میم کون
آسیؔ بتاؤ دینِ محمدؐ پہ دے کے جان
پھیلا گیا چمن میں معطر شمیم کون

افتخار حیدر

یہ مصائب کا صحیفہ کرب کا دیوان کون
کون غم کی داستاں ہے درد کو عنوان کون
موت کے آگے کھڑا ہے کون سینہ تان کر
لے کے کنبہ آگیا ہے برسرِ میدان کون
اہلِ کوفہ کی تو آنکھوں پہ ہے لالچ کا غبار
کربلا تُو ہی بتادے ہے ترا مہمان کون
جا رہا ہوں صبح دم شہرِ مدینہ چھوڑ کر
دشمنوں کی بھیڑ میں کرتا ہے یہ اعلان کون
سبطِ پیغمبر کے در پہ بیٹھ جاؤ افتخارؔ
ان سے بڑھ کر اور دے گا لفظ کی پہچان کون

خمار زیدی

جس تشنہ لب سے پیاس بھی دریا بجھائے، کون؟
ہر منزلِ وفا پہ ہمیں یاد آئے کون؟
بس اک درود پاک کا نذرانہ چاہیے
اپنی زباں کو پاک بناتا نہ جائے، کون؟
پرچم خدا کے دین کا دستِ خدا میں ہے
فتح و ظفر کی ایک علامت بنائے، کون؟
سر کٹ گئے تو نوکِ سناں پہ بلند ہیں
بازو کٹا کے دین کا پرچم اٹھائے، کون؟
جامِ ولا کا ہم پہ جو رہتا خمار ہے
یہ کیف یہ شعور زمانے میں پائے، کون؟

سید ممتاز حسین زیدی موتی

یہ نہ دیکھو کس کے لشکر سے نکل آیا ہے کون
یہ بھی سوچو حر کی صورت بخت کا اچھا ہے کون
جس کو خالق نے چنا امرِ شہادت کے لیے
اور ارزاں مصر کے بازار میں بکتا ہے کون
حضرتِ میثم نے ہر اک رخ سے ثابت کر دیا
کلمۂ وحدت علی کا دار پر پڑھتا ہے کون
وہ تو یہ کہیے کہ سب نے گھیر کر حملہ کیا
ورنہ عباسِ جری کے سامنے ٹھہرا ہے کون
جوہری ہی جان سکتا ہے فقط موتیؔ کا مول
روشنی ہے ماند کس کی بزم میں چمکا ہے کون

سید ظہور مہدی

کرتا ہے حمدِ کبریا وہ با وقار کون
جز مصطفیٰ رہا ہے شب زندہ دار کون
روزِ جزا فلک پہ بڑی بھیڑ بھاڑ ہے
حلّالِ مشکلات تھا پروردگار کون
مولا ہمیں یقیں ہے زیارت کرائیں گے
اس روزِ آخرت کا کرے انتظار کون
ہم خاکِ کربلا پہ جبیں رکھ رہے ہیں آج
گزرا تھا اس مقام سے سجدہ گزار کون
ذکرِ حسین لب پہ جو مہدؔی ہے روز و شب
پھر جھیلتا ہے قبر میں اپنی فشار کون

سید ذیشان علی زیدی

اللہ تیرے دین کی پہچان کون ہے
نوکِ سناں پہ قاریٔ قرآن کون ہے
جس نے بپا کیا حق و باطل کا معرکہ
کشتیٔ نوحِ دیں کا نگہبان کون ہے
اس سے ملی ثبات، خدا تیرے دین کو
ناتا نہ اس کا ہو تو مسلمان کون ہے
وہ جس نے تیری راہ میں گھر کو لٹا دیا
تفسیرِ کہف وارثِ قرآن کون ہے
دھڑکن یہ دل کی اصل میں ماتم کی ہے صدا
ذیشاؔن جان لے شہِ ذیشان کون ہے

خمارزیدی

جس تشنہ لب سے پیاس بھی دریا بجھائے، کون؟
ہر منزلِ وفا پہ ہمیں یاد آئے کون؟
بس اک درود پاک کا نذرانہ چاہیے
اپنی زباں کو پاک بناتا نہ جائے، کون؟
پرچم خدا کے دین کا دستِ خدا میں ہے
فتح و ظفر کی ایک علامت بنائے، کون؟
سر کٹ گئے تو نوکِ سناں پر بلند ہیں
بازو کٹا کے دین کا پرچم اٹھائے، کون؟
جامِ ولا کا ہم پہ جو رہتا خمار ہے
یہ کیف یہ شعور زمانے میں پائے، کون؟

سید ممتاز حسین زیدی موتی

یہ نہ دیکھو کس کے لشکر سے نکل آیا ہے کون
یہ بھی سوچو حر کی صورت بخت کا اچھا ہے کون
جس کو خالق نے چنا امرِ شہادت کے لیے
اور ارزاں مصر کے بازار میں بکتا ہے کون
حضرتِ میثم نے ہر اک رخ سے ثابت کر دیا
کلمۂ وحدت علی کا دار پر پڑھتا ہے کون
وہ تو یہ کہیے کہ سب نے گھیر کر حملہ کیا
ورنہ عباسِ جری کے سامنے ٹھہرا ہے کون
جوہری ہی جان سکتا ہے فقط موتی کا مول
روشنی ہے ماند کس کی بزم میں چمکا ہے کون

سید ظہور مہدی

کرتا ہے حمدِ کبریا وہ با وقار کون
جز مصطفیٰؐ رہا ہے شب زندہ دار کون
روزِ جزا فلک پہ بڑی بھیڑ بھاڑ ہے
حلالِ مشکلات تھا پروردگار کون
مولا ہمیں یقیں ہے زیارت کرائیں گے
اس روزِ آخرت کا کرے انتظار کون
ہم خاکِ کربلا پہ جبیں رکھ رہے ہیں آج
گزرا تھا اس مقام سے سجدہ گزار کون
ذکرِ حسینؑ لب پہ جو مہدیؔ ہے روز و شب
پھر جھیلتا ہے قبر میں اپنی فشار کون

سید ذیشان علی زیدی

اللہ تیرے دین کی پہچان کون ہے
نوکِ سناں پہ قاریٔ قرآن کون ہے
جس نے بپا کیا حق و باطل کا معرکہ
کشتیٔ نوحِ دیں کا نگہبان کون ہے
اس سے ملی ثبات، خدا تیرے دین کو
نانا نہ اس کا ہو تو مسلمان کون ہے
وہ جس نے تیری راہ میں گھر کو لٹا دیا
تفسیرِ کہف وارثِ قرآن کون ہے
دھڑکن یہ دل کی اصل میں ماتم کی ہے صدا
ذیشانؔ جان لے شہِ ذیشان کون ہے

نظر کاظمی

حُبِ حیدر سے جہاں میں ہو گیا بیدار کون
بغضِ حیدر سے ہوا ہے عقل کا بیمار کون
نام ہے پہچان جس کا عشقِ حیدر کے لیے
پھر بھی تم یہ پوچھتے ہو میثمِ تمار کون
خود پتہ چل جائے گا منکر تجھے یومِ حساب
کون وارث دین کے ہیں خلد کے سردار کون
مل گیا بسترِ نبیؐ کا نیند طاری ہو گئی
مطمئن سوتا ہوا پاتا ہوں پہرے دار کون
جب بھی مدحت کے لیے اٹھا قلم اپنا نظرؔ
یہ پتہ چلتا نہیں لکھ دیتا ہے اشعار کون

عبرت حسین شاہ

جس نے بچایا دیں کو وہ سلطان کون ہے
تم خود بتاؤ ناطقِ قرآن کون ہے
جس نے خدا کے دیں کو لگائے ہیں چار چاند
مقتل میں دیکھو مرکزِ ایمان کون ہے
ہر قوم مانتی ہے جسے اپنا پیشوا
بتلاؤ وہ زمانے میں انسان کون ہے
تاریخ پڑھ کے دیکھ لے ہو جائے گی خبر
عمران کون ہے ابو سفیان کون ہے
عبرتؔ حسین شاہ کو منبر پہ دیکھ کر
شیطان کے علاوہ پریشان کون ہے

تارہ جعفری

ظلمت میں کر رہا ہے اجالے کا کام کون
جز آپ کے حسین علیہ السلام کون
آلِ نبیؐ کے نور سے روشن جہاں ہوا
رکھتا ہے ورنہ دہر میں یہ احتشام کون
جنت میں داخلہ دیا رضواں نے پوچھ کر
میرا رسول کون ہے میرا امام کون
صد شکر ہے کہ اپنا مقدر سنور گیا
جز بو تراب ورنہ بناتا غلام کون
مدحت حسین کی مری پہچان بن گئی
ورنہ یہاں پہ جانتا تارہؔ کا نام کون

عمار حسین

یہ دعویٰ حق حر کا تھا جز شاہِ ہدا کون
پہنائے گا قسمت کو مری تاج ہما کون
شبیر کو جو جانتے ہیں ان سے یہ پوچھو
اسلام کہتے ہیں کسے ہے ذاتِ خدا کون
کہتی ہیں بہتر کی اکھڑتی ہوئی سانسیں
شبیر ترے عشق میں ہوتا ہے فنا کون
ہے اشک فشاں چرخ، ہوئی مہر کی ہجرت
اے ارضِ عرب! شہرِ مدینہ سے چلا کون
عمارؔ بجز سر و سلامِ شہِ ذیشاں
قوسینِ فصاحت کے گلستاں میں پلا کون

آصف رضا رضوی

تیر کھا کر بھی گلے پر مسکرا سکتا ہے کون
اے علی اصغر تری جرأت کو پا سکتا ہے کون

اس کے در پر خم جبینِ دو جہاں ہے اے یزید
سر محمدؐ کے نواسے کا جھکا سکتا ہے کون

کون جانے کیا گزرتی تھی دلِ عباسؑ پر
پیکرِ الفاظ میں جذبوں کو لا سکتا ہے کون

ہاں علیؑ کی لختِ دل زینبؑ کی جرأت کو سلام
وار سے خطبوں کے قصرِ ظلم ڈھا سکتا ہے کون

یہ رضاؔ تاثیر ہے اشکِ غمِ شبیرؑ کی
ورنہ آنسو سے جہنم کو بجھا سکتا ہے کون

کمیل ظہور

رب نے جسے تراشا وہ شہکار کون ہے
اے دین تیرا مرکزی کردار کون ہے

عالم کے نور رہتے ہیں جس کے طواف میں
رازِ الٰہ مرکزِ انوار کون ہے

بچپن میں مالا مال کیا جس نے دین کو
مثلِ خدیجہؑ ایسی وفا دار کون ہے

جنت کی آرزو لیے پھرتے ہیں شیخ جی
تم کو خبر ہے خلد کا سردار کون ہے

بیمار دیں کو جس نے عطا کی شفا ظہورؔ
سجاد کے علاوہ وہ بیمار کون ہے

ماہانہ مسالمہ

ردیف

حقیقت

قمر وارثی

فرار حقیقت کہیں کرار حقیقت
آسان حقیقت کہیں دشوار حقیقت
درکار ہے نسبت کوئی اقوال و عمل میں
الفاظ تو الفاظ ہیں کردار حقیقت
ادراک ہے الہام ہے القا ہے وحی سے
بکتی نہیں زاہد سرِ بازار حقیقت
پُر خار ہے دشوار ہے حق رہ کٹھن ہے
ہر جادۂ عرفاں نہیں ہموار حقیقت
روشن تجھے رہنا ہے قمر تا بہ قیامت
بن کر سرِ افلاک ضیا بار حقیقت

شہزاد زیدی

ہے دنیا میں وہ آستانہ حقیقت
کہے جس کو سارا زمانہ حقیقت
جو آیا جہاں میں حفاظت کو دیں کی
وہی جانتا ہے گھرانہ حقیقت
مؤرخ محدث بتاتے رہے ہیں
حقیقت فسانہ، فسانہ حقیقت
حکومت امامت سے بیعت طلب ہے
عیاں ہو گئی ساظرانہ حقیقت
ردیفِ حقیقت پہ شہزاد لکھنا
حقیقت میں ہے معجزانہ حقیقت

خلیل احمد خلیل

خنجر ہے نہ بھالا ہے نہ شمشیر حقیقت
اب شر فسانہ ہے تو شبیر حقیقت
سمجھاتی ہے سیرت یہ ہمیں آلِ عبا کی
ہر خواب شہادت کی ہے تعبیر حقیقت
ڈٹ جاتے ہیں جو لوگ یزیدوں کے مقابل
کرتے ہیں وہی خون سے تحریر حقیقت
ایثار فدک سے چلے کوفہ کی زمیں تک
ثابت ہوئی حسنین کی جاگیر حقیقت
کوفہ کے مؤرخ سے خلیل آپ نہ پوچھیں
سمجھائے گی خود آپ کی تفسیر حقیقت

ڈاکٹر جاوید منظر

عجیب ہے راہِ حق کی فطرت قدم قدم مہرباں حقیقت
جہاں پہ مولا کے نقشِ پا ہیں ہمیں ملی ہے وہاں حقیقت
یہ بات جب کی ہے اس جہاں میں دل ونظر پہ لگے تھے پہرے
زباں زباں کربلا ہے جب سے نہیں رہی بے زباں حقیقت
سب ہی وہاں پر شکستہ پر ہیں وہ راہِ منزل سے بے خبر ہیں
جہاں جہاں وقت کا زیاں ہو وہاں ملے گی کہاں حقیقت
اگر یہاں کربلا نہ ہوتی کوئی بھی حق کا ولی نہ ہوتا
مری تری روح کربلا ہے مرے ترے درمیاں حقیقت
وہ نقش ہو جائے کیوں نہ دل پر جو روح پرور ہے ایسا منظر
جو تو نے دیکھی تھی کربلا میں دکھادے وہ آسماں حقیقت

سمیع نقوی

فراتِ عشق میں یہ ڈوب کر کھلی حقیقت ہے
تو ہی خالقِ اکبر یہی تیری حقیقت ہے
خدا نے جب یہ چاہا کہ مری پہچان ہو جائے
نبیؐ کی آل کی تخلیق کی پہلی حقیقت ہے
جہانِ زندگی پہ کربلا والوں کا ہے احساں
یہ دنیا نیست و نابود ہو جاتی حقیقت ہے
اگر قربانیٔ شبیر کا صدمہ نہیں ملتا
یہ دنیا کفر کی دلدل میں پھنس جاتی حقیقت ہے
سمیعؔ جب روشنی سے لطف لیتے ہو تو یہ سمجھو
نبیؐ کی آل سے جو روشنی پھیلی حقیقت ہے

راشد حسین راشد

ہے کربلا کی شام ہی وہ شامِ حقیقت
گردش میں نظر آئے جہاں جامِ حقیقت
کھل جائیں گے اسرار رموزِ شبِ کربل
پہنچے جو قدم عشق کا ہر بامِ حقیقت
ساقیٔ کربلا نے بجھائی یوں تشنگی
گردش میں رہا تا بہ ابد جامِ حقیقت
جو مٹ گیا جہاں سے وہ وہم و گمان ہے
لکھا ہے جو ہر قلب پہ ہے نامِ حقیقت
راشدؔ وہ کیا سمجھ سکیں رمزِ حق و باطل
جن صاحبانِ عقل کو ہے زعمِ حقیقت

نورِ شمعِ نور

اس دشتِ لہو زار میں حیراں ہے حقیقت
تاریخ کے صفحات پہ عریاں ہے حقیقت
جاں دے کے وہ زندہ ہیں ابد تا بہ ابد تک
قرآن کے الفاظ میں تاباں ہے حقیقت
تسلیم و رضا تھا وہ ترا ذوقِ شہادت
اس شام لہو رنگ پہ نازاں ہے حقیقت
طے ہو گیا ظلمت کو اماں اب نہ ملے گی
اس وقت سے ہر سمت فروزاں ہے حقیقت
اک سیل میں گھلتے گئے باطل کے ارادے
اک جذبِ جنوں خیز میں رقصاں ہے حقیقت

پروین حیدر

بہ فیضِ فکر و نظر ہم قدم حقیقت ہے
بہ قدرِ علم سپردِ قلم حقیقت ہے
مری طلب کا رہا ملتجا حسین حسین
مری سرشت میں شامل ہے غم حقیقت ہے
یہ آئنے کے جو عکسِ مزاجِ خالق ہیں
خدا نے کھائی ہے ان کی قسم حقیقت ہے
مثالِ موجۂ دریا رواں ہیں آنکھوں سے
ہیں اشک مرہمِ زخمِ الم حقیقت ہے
بتا رہی ہے علم دار کی جگر داری
نشانِ فتحِ مبیں ہے علم حقیقت ہے

موج لکھنوی

خالق کے ہے فرمان کی تعمیلِ حقیقت
سجدے میں ہی رخ ہو گیا تبدیلِ حقیقت
اوصافِ علی کیجیے تحقیق سے حاصل
تاریخ میں مل جائے گی تفصیلِ حقیقت
لکھتا ہے مجھے آلِ محمدؐ کا قصیدہ
اے فکرِ رسا ہو پرِ جبریلِ حقیقت
صحرا میں وفاؤں کے عجب پھول کھلے تھے
یوں روحِ چمن کی ہوئی تشکیلِ حقیقت
یہ اپنے ہی اعمال ہیں اے موجؔ ستم خیز
ہے آج جو اسلام کی تذلیلِ حقیقت

شجاعت زیدی

جو کرب و بلا کی تھی نہ چھپ پائی حقیقت
وہ سامنے آنا ہی تھا سو آئی حقیقت
سر کاٹنے والوں نے وہی سر رکھے اونچے
یوں صبر نے خود جبر سے منوائی حقیقت
شبیر کے غم میں ہیں کئی نام بتاؤں
فطرت یقیں حسن عمل سچائی حقیقت
شبیر کو باغی کوئی اب کہہ نہیں سکتا
ایسی سرِ بے شیر نے سمجھائی حقیقت
زہراؑ کے چمن کو تو جھلسنا تھا شجاعتؔ
اک ایسی تپش میں جو تھی صحرائی حقیقت

عدنان عکس

ہو جائے سونا کس طرح بازار حقیقت
جب آلِ مصطفیٰؐ ہے خریدار حقیقت
ہو کر فدا حسینؑ پہ مل جائے گی بقا
حُر پر فقط کھلے ہیں یہ اسرار حقیقت
نیزے پہ سر ہے اور زباں پر کلامِ پاک
اللہ رے یہ عظمتِ گفتار حقیقت
کربل کا فتح باب لکھیں گے حسینؑ کو
جو لوگ لکھنے والے ہیں اخبار حقیقت
مولا حسینؑ آپ کا اک ایک نقشِ پا
محشر تلک ہے قافلہ سالار حقیقت

عاشق بلوچ

سوالِ دینِ مبیں کی حرمت پہ آپ ہی بول اٹھی حقیقت
بس ایک سبطِ نبیؐ حقیقت بس ایک جنتِ علی حقیقت
اس آدمی کو اسام کہیے اس آدمی کو حسینؑ کہیے
جس آدمی سے نہاں نہیں ہے زمانے بھر کی کوئی حقیقت
کیا ہے سیراب کشتِ دیں کو لہو سے ابنِ علیؑ نے اپنے
یہی تو سب سے عظیم سچ ہے یہی ہے سب سے بڑی حقیقت
حسینؑ کا غم ہے جس کے دل میں اسے بھٹکنے کا غم نہیں ہے
حسینؑ کا غم تو روشنی ہے یہی ہے اس کی سبھی حقیقت
کروں نہ کیسے میں ناز خود پر میں عاشقِ پنجتن ہوں عاشق
کوئی مجھے چاہے کچھ بھی سمجھے مگر یہی ہے مری حقیقت

علی اظہار

جب ہے غمِ سرور سے شناسائی حقیقت
ہے شہ کے عزادار کی دانائی حقیقت
اک زندہ حقیقت ہے وہاں روضۂ شبیر
اور یاں ہے مری چشمِ تمنائی حقیقت
یہ ایک حقیقت ہے، حقیقت تو یہی ہے
شبیر ترے خوں سے چلا پائی حقیقت
یہ جان کے بہلول سے کر لیجیے سودا
ہے خلد کے بازار کی مہنگائی حقیقت
اظہارؔ سنو ذکرِ شہِ کرب و بلا میں
ہر لفظ کی کرتی ہے پذیرائی حقیقت

خمار زیدی

خوابِ خلیل اور ہے شبیر حقیقت
کرب و بلا میں بن گئی تصویرِ حقیقت
اسلام قید ہو نہ سکا ہے یزید سے
آزاد کر گئی اسے زنجیر حقیقت
اصغر نہ ہوں تو کیسے مکمل ہو کربلا
لازم ہے اس کی روح میں بے شیر حقیقت
بنیاد اس کی اصغرِ معصوم ہی تو ہیں
کرب و بلا کی ہو گئی تعمیر حقیقت
رخسارِ دل پہ اشکِ ولا کا قلم خمار
ڈوبی ہوئی ہے خون میں تحریرِ حقیقت

حمیدہ سحر

طوفان حقیقت سہی، منجدھار حقیقت
ہمت کا سفینہ بھی ہے بیدار حقیقت
آئینِ امامت نہیں حق بات چھپانا
ہر حال میں حق بات کا اظہار حقیقت
ہم نے ہی نہ دیکھا تو حقیقت سے گلہ کیا
آئی تھی مگر سامنے سو بار حقیقت
کیا فرق کرے کوئی وہاں پیر و جواں میں
ہو ضربِ تبسم بھی جہاں وار حقیقت
ترتیب میں ہر شب کے مقابل جو سحر ہے
کاشانۂ فطرت ہے جہاں دار حقیقت

شبیر احرام

تمام عالم پہ کربلا میں یہی تو اس دن کھلی حقیقت
حقیقتوں کا امام ہے وہ ہے اس کا ہر مقتدی حقیقت
کیا تھا دیں کا چراغ روشن امامِ عالی نے شامِ غم میں
جو وہ نہ کرتے چراغ روشن تو کیسے کھلتی تری حقیقت
یہ سب نے دیکھا یزیدیوں نے چلائے نیزے چلائے خنجر
یہ سب نے دیکھا کہ کربلا میں لہو لہو ہو گئی حقیقت
یہ بات حر کی سمجھ میں آئی کہ سب سے بہتر ہے دینِ احمدؐ
جو کہہ رہے ہیں امام عالی حقیقتاً ہے یہی حقیقت
کہوں میں احرامؔ کیا کہانی ستم ظریفی تھی ظالموں کی
قطار اشکوں کے لگ رہے تھے جو کربلا کی لکھی حقیقت

نجیب راہی

بتاؤں میں کیا کربلا کی حقیقت
وہ ظالم کی جور و جفا کی حقیقت
شہادت نے سمجھا دیا ہے کہ کیا ہے
بقا کی حقیقت، فنا کی حقیقت
محبت کے پیکر تھے سارے حسینی
بتائی جنھوں نے وفا کی حقیقت
حقیقت میں جو خاکِ پائے علی ہیں
وہ کرتے ہیں واضح خدا کی حقیقت
جو زینب نے خطبہ دیا اس میں راہیؔ
تھی افسردہ حرف و نوا کی حقیقت

عامر ثانی

معلوم کیا نہیں ہے اے آسماں حقیقت
آلِ رسولؐ کی ہے سب پہ عیاں حقیقت
اسلام کی بقا کی خاطر کٹائی گردن
تاریخ کر رہی ہے سب کچھ بیاں حقیقت
جتنا لہو بہا ہے کربل کی سر زمیں پہ
ہم کر رہے ہیں واضح اتنی یہاں حقیقت
ابنِ علی کا دامن رنگین کیوں ہوا تھا
کچھ تو بتاؤ مجھ کو اے مہرباں حقیقت
اولادِ فاطمہ پہ ڈھائے گئے مظالم
سب جانتے ہیں عامرؔ اہلِ جہاں حقیقت

ماہانہ مسالمہ

ردیف

منزل

قمر زیدی

صرف ہم نے ہی نہیں آپ سے پائی منزل
خضر کو بھی انہی قدموں نے دکھائی منزل
میری منزل ہے وہ منزل کہ زر حر و قرار
خود مسافر کے لیے ڈھونڈ کے لائی منزل
میں ہوں شبیر کے نقشِ کفِ پا کا پیرو
بن گئی جس کے لیے گھر سے خدائی منزل
آپ کے در پہ حضوری کی تڑپ ہے دل میں
مالِ دنیا نہ حکومت میں رسائی منزل
یا علی کہہ کے گرائے ہیں سب اصنام قمر
سب سے پہلے تھی مرے دل کی صفائی منزل

قمر وارثی

ہاتھ ایسی نہ کسی اور کے آئی منزل
ابنِ حیدر نے لہو دے کے جو پائی منزل
دیکھ کر قافلے والوں کی شہادت کا جنوں
بڑھ کے خود وقت نے قدموں میں بچھائی منزل
ہم تو ناواقفِ منزل تھے مگر ہم کو حسین
آپ کی شانِ شجاعت نے دکھائی منزل
تھا تو گم راہ مگر ابنِ علی حیدر نے
از یکِ چشمِ کرم حرؔ کو سجھائی منزل
اللہ اللہ قمر لمسِ کفِ پائے حسین
جس کی تھی روزِ ازل ہی سے فدائی منزل

ڈاکٹر جاوید منظر

بے خبر لوگ، در بہ در منزل
معتبر لوگ، باخبر منزل
جو درِ سیدہ پہ آتے ہیں
ان کو بھولی نہ بھول کر منزل
بابِ حیدر پہ جو نہیں پہنچا
اس سے رہتی ہے بے خبر منزل
حر نے سوچا نہ ہو کبھی شاید
ہوگی نزدیک اس قدر منزل
شاعرِ اہلِ بیت ہوں منظرؔ
ہے سدا میری ہم سفر منزل

سمیع نقوی

سکندری نہ زمانے میں قیصری منزل
علی کے در سے ملی ہم کو شیخ جی منزل
ہوئیں فضائیں معطر تو ذہن بھی بیدار
بڑھی جو اور محمدؐ کے دین کی منزل
زمینِ کرب و بلا پر نظر یہ آیا ہمیں
بنی ہے موت کے سائے میں زندگی منزل
حسین ہی نے دیا درس یہ زمانے کو
محمدؐ اور حسن فاطمہ علی منزل
قسم خدا کی سمیعؔ یہ مرا عقیدہ ہے
حسین ہی ہیں محمدؐ کے دین کی منزل

جمال احمد جمال

امتحاں تھا جو ہوئی شامِ غریباں منزل
جادۂ عشق کی ہے گنجِ شہیداں منزل
شرطِ ایماں کے تقدس کا ہوئی آئینہ
جب ہوئی صورتِ ایماں گہہِ پیماں منزل
کربلا ایک حقیقت ہے سمجھنے کے لیے
کفر و ایماں کے تصادم میں بھی پنہاں منزل
اشکِ بے چارگی اور خونِ شہیداں کی امیں
اپنی قسمت کے تعلق پہ تھی نازاں منزل
بے گماں جن کی شہادت ہے جمالؔ ایماں
ان کا ہر نقشِ قدم کر گیا آساں منزل

علمدار اسلم

منزلِ خلد ہے اب کربلا مری منزل
خدا کا شکر ہے دنیا میں مل گئی منزل
جو اہلِ بیت کی منزل سے آشکار نہیں
نگاہِ حق میں نہیں اس کی کوئی بھی منزل
نشانِ ماتمِ شبیر یوں ہوئے روشن
کہ جگمگانے لگی خود ہی قبر کی منزل
جواں پسر کے کلیجے سے کھینچنا برچھی
ضعیف باپ پہ ہے صبر کی کڑی منزل
عبث ہے اس کے لیے عمرِ خضر بھی اسلم
تلاش کر نہ سکے جو نجات کی منزل

زیب النساء زیبی

اس میں کیا شک کہ ایثار و وفا کی منزل
راہِ شبیر سراسر ہے ضیا کی منزل
صرف ہے کرب و بلا اہلِ وفا کی منزل
اس سے بڑھ کر ہے کہاں کوئی ضیا کی منزل
درسِ ایثار و وفا سیکھا ہے سب نے ان سے
کربلا والے ہیں ہر راہِ خدا کی منزل
کربلا حق و صداقت کی اذاں دیتی ہے
بخش دیتی ہے یہ اقرار خدا کی منزل
ذکرِ شبیر ہے اللہ سے محبت کا شعور
زیبیؔ شبیر سے پائی ہے ضیا کی منزل

موج لکھنوی

رہ گزر یوں بھی پائے گی منزل
رحمتیں ساتھ لائے گی منزل
فکر کی مستقل ضمانت ہے
علم کا در سجائے گی منزل
دل میں ہو آلِ مصطفیؐ کا نور
ظلمتوں کو مٹائے گی منزل
تم اٹھاؤ تو پرچمِ عباس
حوصلے خود بڑھائے گی منزل
موجؔ ہے اور بحرِ عشقِ علی
دیکھیے کیا دکھائے گی منزل

عدنان عکس

نھنے اصغر نے شہادت کی وہ پائی منزل
جس کی چوکھٹ پہ کرے خود جبیں سائی منزل
اور کیا چاہیے پھر حشر میں بخشش کے لیے
پا گئی گر یہ مری مدح سرائی منزل
ہر بلا دور نظر آتی ہے، گھر کا جب سے
نام تجویز کیا کرب و بلائی منزل
جب ردیف اس کو بنایا ہے مدحِ حسین
پھر بڑے ناز سے قرطاس پہ آئی منزل
عکس فیضان ہے یہ حُبِ شہہِ کربل کا
ہم جہاں ٹھہرے وہیں سامنے پائی منزل

آسی سلطانی

دل جب سے ہوا ہے مرا آمادۂ منزل
طیبہ کی گلی ہی تو بنی جادۂ منزل
یوں تو ہر اک انسان ہے جنت کا طلب گار
عاصی تو مدینے کا ہے دل دادۂ منزل
دہلیزِ محمدؐ پہ نکل جائے مرا دم
پھر میرے سوا کون ہو شہزادۂ منزل
میرا تو عجب رنگ ہے سردار کے صدقے
آتا ہوں نظر کب سے سرِ جادۂ منزل
اے آقاؐ بہر لحہ تمھارا یہی آسی
پیتا چلا آیا ہے سدا بادۂ منزل

آسی سلطانی

تلاشِ منزلِ حق میں لگی کو وہ گراں منزل
غمِ شبیر نے بخشی یہاں منزل وہاں منزل
ملی ہر ایک اہلِ بیت کو بالکل وہی آخر
بتا کر جو گئے محبوبِ ربِ دو جہاں منزل
پیاسے شاہ زادوں کا لہو کہتا ہے یہ ہم سے
فدا ہوجاؤں دینِ حق پہ ہے یہ جاوداں منزل
سلام ان سب شہیدوں پر کہ جن کی جان کے صدقے
بتاتی ہی رہے گی اب ہمیں جائے اماں منزل
لیا ہے جیسا نذرانہ لہو کا جاں نثاروں سے
یقیناً اب نہ ویسا لے گی آسی امتحاں منزل

شفیع محسن

منزلوں سے ہے ماورا منزل
تیری اے ابنِ مرتضیٰ منزل
ظالموں کو عزیز تھی دنیا
صابروں کی تھی یہ بقا منزل
حوصلہ ہم شبیہِ سرور کا
ناتوانوں کو دے گیا منزل
ذکرِ اصغر سے حشر تک دے گی
تشنہ کاموں کو حوصلہ منزل
لکھنے کربلا کی آنے لگیں
دور محسن سے اب ہے کیا منزل

خمار زیدی

جادۂ حق پہ چلی آئی سمٹ کر منزل
قافلہ ایسا کہاں ایسی کہاں پر منزل
دیکھتے تجھ کو کہاں ہیں وہ بھلا نہرِ فرات
جن کی نظروں میں سدا رہتی ہو کوثر منزل
یہ مودت کا تقاضہ ہے کھلی ہوں آنکھیں
سامنے آ کے گزر جاتی ہے اکثر منزل
دشت میں گرتے ہیں اٹھتے ہیں سنبھلتے ہیں حسینؑ
دے رہے ہیں یوں تجھے لاشۂ اکبر منزل
اشک آنکھوں سے چھلکنے لگے کچھ ایسے خمارؔ
خونِ دل کو ملی قرطاس پہ آ کر منزل

علی اظہار

میرے جذبوں کی ہے عکاس منزل
ہے یعنی روضۂ عباس منزل
پڑھیں گے سورۂ الحمد جب بھی
بنے گی سورۂ والناس منزل
سوال آب تو حجت تھی ورنہ
کہاں بے شیر کی تھی پیاس منزل
جو دیکھوں مرقدِ بالی سکینہ
تو پائے یہ دلِ حساس منزل
یقیناً ایک دن اظہار تجھ کو
دکھائے گا ترا احساس منزل

سید ظہور مہدی

زائرِ کرب و بلا کی ہے مرا دل منزل
روزِ محشر بنی جنت مری کامل منزل
نامِ شبیر زباں پر ابھی آیا ہی نہ تھا
کامیابی کی مری سمت تھی مائل منزل
ہو گئے شمعِ امامت پہ فدا پروانے
مل گئی خلدِ بریں ہو گئی حاصل منزل
جس جگہ آبرائے آلِ نبیؐ قید ہوئی
تھی مقدر میں وہ زندان کی قاتل منزل
زہے نصیب کہ مجلس میں ہیں شامل مہدیؔ
مرحبا ہو گئی عاصی کو بھی حاصل منزل

کمیل ظہور

جو لا مکاں میں رسولِ خدائی منزل تھی
عیاں ہوا وہی وستِ خدائی منزل تھی
ردائے پاک جو اہلِ نساء کی منزل تھی
ہر ایک گام پہ جو اک وفا کی منزل تھی
صلائے عام تھی جو مخبرِ سلونی سے
وہ عظمتِ علی مرتضیٰ کی منزل تھی
خیام جلتے تھے قاسم تھے اور نہ اکبر تھے
برائے اہلِ حرم بس دعا کی منزل تھی
جہاں پہ حدِ نظر ظلم تھا اندھیرا تھا
ظہورؔ طلعتِ بدرالدجیٰ کی منزل تھی

تارہ جعفری

شان و شکوہ و شوکت و ذیشان کی منزل
یہ کربلا ہے صاحبِ ایمان کی منزل
کس درجہ رہا اوج پہ حر تیرا مقدر
پا لی تھی بس اک رات میں نروان کی منزل
تا واقفِ آداب تھے سب کوفی و شامی
مقتل میں بنا ڈالی تھی مہمان کی منزل
بے جان سے ہو کر بھی نظر آئیں گے سب کو
لب اصغرِ معصوم کے مسکان کی منزل
آلِ نبیؐ کے صدقے میں یہ اوج ہے تارہ
قرآں میں جیسے لولو و مرجان کی منزل

ظفر عابدی

اہلِ عرفاں کی کربلا منزل
ہو گئی دائمی بقا منزل
جن کے رہبر جدا جدا ہوں گے
ان کی ہوگی جدا جدا منزل
حر صفت سب مسافروں کے لیے
آج ہے مجلسِ عزا منزل
ہر مسلمان کر رہا ہے دعا
میرے مالک مجھے دکھا منزل
اے ظفر حمد سے سلام تلک
ابتدا اور انتہا منزل

ماہانہ مسالمہ

ردیف

شامل

ماجد خلیل

اُدھر اعدا میں تھے چنگیز و ہلاکو شامل
اِدھر انفاس میں تھا نعرۂ یا ھُو شامل
ابد آثار ہے آنکھوں کے مہکنے کا عمل
کربلا ذکر میں ہے تیرے وہ خوشبو شامل
دور تھا ننگِ وجود اپنے تئیں مقتل سے
ہر عمل میں تھی مگر جنبشِ ابرو شامل
سرمۂ سادہ ہوا سرمۂ حق آنکھوں کو
کربلا اس میں ہوئی جب تری بالو شامل
یوں ہی سرسبز رہے بزمِ عقیدت ماجد
موسمِ گلشنِ مدحت میں نہ ہو لو شامل

قمر وارثی

بھلا کیوں نہ ہو روحِ تاثیر شامل
جو ہو ذکر میں ذکرِ شبیر شامل
حسینؓ آپ نے خوابِ گلزارِ دیں میں
لہو سے کیا رنگِ تعبیر میں شامل
رہِ حق میں وہ جاں سے گزرے ہیں ایسے
نہ تھی ایک پل کی بھی تاخیر شامل
میں لفظوں سے لشکر بنا کر سخن میں
شہادت کی کرتا ہوں تفسیر شامل
قمرؔ ہے یہ اعجاز اذکارِ زینب
ہوئی فکر میں خوئے تطہیر شامل

جمال احمد جمال

ہے معصوموں کی فطرت میں مزاجِ حسنِ خُو شامل
ہیں خاکِ کربلا میں حرمتوں کے رنگ و بُو شامل
سلگتی ریت پر تشنہ لبوں کے رنگ و بُو شامل
اُدھر سیلابِ خوں میں ہو گئی کشتِ لہو شامل
مشقیِ القلبی باطن عدو کی تیغ زن جب بھی
صفِ اہلِ صفا میں تھا نہ شرہائے لہو شامل
زمانہ آج بھی ہے سرنگوں تکریم میں ان کی
کہ اس توقیر کی خوشبو میں ہے رنگِ نمو شامل
مقامِ کوثر و تسنیم پہ ہے ناز برداری
جمالؔ اس ناز برداری میں ہیں جام و سبو شامل

مقبول زیدی

مدینے کربلا کی بات شامل
ادب میں ہیں سلام و نعت شامل
حصارِ زورِ باطل توڑنے میں
کسی بے شیر کی ہے ذات شامل
ثنائے شہداء کو وقت کم ہے
اگرچہ ہیں مرے دن رات شامل
مرے گھر آئیں گے باب الحوائج
مرے جیون میں ہیں حاجات شامل
خدایا رزق دے مقبولؔ جس میں
درِ زہرا کی ہو خیرات شامل

آسی سلطانی

برائے حرمتِ دینِ محمدؐ گھر کے تھے احباب شامل
مدینہ چھوڑنے کا غم بھی اور اشکوں کا تھا سیلاب شامل
یہ کہنا ہی غلط ہے، یہ سفر تھا جنگ اور منصب کی خاطر
سفر میں عورتیں بچے تھے اور ان کی ضرورت کے تھے کچھ اسباب شامل
ہوا اک معرکہ پھر درمیانِ حق و باطل وہ تھے شرمندہ
رہے گا رہتی دنیا تک اسی شرمندگی میں علقمہ کا آب شامل
دیارِ کربلا کی سرخ ریتیلی زمیں پر، پڑے بے جان جسموں کے
وہ دردانگیز منظر کہ جن کے درمیاں ہی تھے بہت سے صورتِ مہتاب شامل
سبق ملتا ہے آسیؔ رائیگاں جاتا نہیں خونِ شہیدانِ مودت
سلام ان سب شہیدوں پر کہ جن کی معرکہ آرائی میں ہے بوترابی باب شامل

عدنان نکس

نہ ہوں کیوں اولیاء و اصفیاء و انبیاء شامل
ہے ذکرِ اہلِ بیتِ پاک میں جب خود خدا شامل
فقط دعویٰ نہیں ہے وقت آنے پر دکھادیں گے
ہمارے خون میں ہے عشقِ شاہِ کربلا شامل
لبوں پر نامِ اکبر آئے تو محسوس ہوتا ہے
نفس میں ہو گئی ہو جیسے جنت کی ہوا شامل
گرے ہیں جب سے اس میں حضرتِ عباس کے آنسو
ہوا ہے نہر میں اس روز سے آبِ شفا شامل
دماغ عرشِ معلٰی پر نہ ہو کیوں نکس کا مولا
تمہارے منقبت خواہوں میں جو یہ ہو گیا شامل

سید ذیشان علی زیدی

سناں سواروں میں کس کی ردائیں شامل ہیں
کہ سر چھپانے کو جن کی ہوائیں شامل ہیں
لہو جو روتا ہے بیمار، غم یہی ہے اسے
کہ اس کے گھیر میں سب بہنیں مائیں شامل ہیں
ہیں لاشے تشنہ شہیدوں کے جو سرِ میداں
تو رونے والوں میں ان پہ گھٹائیں شامل ہیں
ہم اہلِ بیت ہیں صدقہ حرام ہے ہم پہ
تمہارے زر میں ہماری عطائیں شامل ہیں
ہوا کے دوش پہ موجوں کا شور ہے ذیشاں
یا العطش کی فضا میں صدائیں شامل ہیں

شفیع محسن

ہو کیسے نبیؐ کے غلاموں میں شامل
بغاوت ہو جب کارناموں میں شامل
مقام اس کا کیا پوچھتے ہو کہ جو تھا
نبیؐ کے سجود و قیاموں میں شامل
کرے پنجتن کی جو دل سے غلامی
وہ ہو جائے عالی مقاموں میں شامل
نبیؐ کے جو عاشق ہیں کرتے ہیں پیہم
ثنا پنجتن کی کلاموں میں شامل
تجھے فکر محشر کی کیوں کر ہو محسن
تو ہے پنجتن کے غلاموں میں شامل

ماہ نور خانزادہ

تھے گریے میں پیمبر صف بہ صف شامل
کہ اس میں تھا مرے رب کا شرف شامل
وہ لشکر جیت کا روشن اشارہ ہے
علی اصغر سا ہو جس میں خلف شامل
اُدھر وحشی درندے تھے جہالت تھی
شرافت ہی شرافت اس طرف شامل
بشارت ہو اسے جنت کے باغوں کی
کریں صف میں جسے شاہِ نجف شامل
اذاں سنتے ہوئے لمحے میں روتی ہوں
اذاں میں بھی رکھا ہے اک شغف شامل

افکار حیدر

توحید کا اقرار سرِ دار بھی شامل
اور دین کی ترویج میں انکار بھی شامل
اک تختِ یزیدی ہی نہ تھا دین کا دشمن
تھے ساتھ کئی جبہ و دستار بھی شامل
کیا مجلسِ شبیر کی عظمت ہو کہ جس میں
زہرا و علی احمدِ مختار بھی شامل
وہ آج جو کھاتا ہے ترے نام پہ گولی
ہے نصرتِ دیں میں وہ عزادار بھی شامل
سادات کے پاکیزہ و پُر نور لہو میں
ہے عون ترے خون کی مہکار بھی شامل

علی اظہار

مری سانسوں میں ہے عشقِ علی مرتضیٰ شامل
ہے یعنی خون میں مہر و وفا بے انتہا شامل
عزا کا اک سمندر یوں بھی میرے ساتھ چلتا ہے
عبادت میں رکھا کرتا ہوں مدحِ سیدہ شامل
اسے کل روزِ محشر بخش دے گا داورِ محشر
عزا کے قافلے میں آج جو بھی ہو گیا شامل
کسی ظالم کی وہ بیعت کبھی کر ہی نہیں سکتا
لہو کے ساتھ ہے جس کی رگوں میں کربلا شامل
ولائے مرتضیٰ کا ہم جو یہ اظہار کرتے ہیں
ہمارے اس عمل میں ہے رضائے کبریا شامل

حمیدہ سحر

دنیا نے سحر کر لیا فرزانوں میں شامل
میں ہو گئی شبیر کے دیوانوں میں شامل
یارب کبھی روضے کی زیارت ہو میسر
اک شوقِ سفر ہے مرے ارمانوں میں شامل
چھ ماہ کے بچے کو بھی مارا گیا پیاسا
تھے کیسے ستمگار مسلمانوں میں شامل
اس وقت کے حاکم نے دیا تھا جو حسن کو
وہ زہر ہوا وقت کے شریانوں میں شامل
دشمن کو دعا دینا بھی ہے شانِ رسالت
یہ وصف ہے اخلاق کے پیمانوں میں شامل

عبرت حسین

حسینی فوج میں رب کے سبھی شہکار ہیں شامل
غلامانِ شہہِ دیں میں سبھی سرادر ہیں شامل
ذرا دیکھو نبی کے ساتھ نبیوں کی قطاروں میں
طوافِ روضۂ شہہ میں یہ سب غمخوار ہیں شامل
امامِ مجتبیٰ کے لشکرِ جرار میں دیکھو
لیے ہاتھوں میں ہم اشعار کی تلوار ہیں شامل
عالی والوں کی محفل میں جو دیکھا تو نظر آیا
سرِ فہرست ان میں میثم و مختار ہیں شامل
باتا ہے یہ عبرت کو جو ہے الہام شعروں
یقیناً مدحِ مولا میں مرے اشعار ہیں شامل

کمیل ظہور

دعاؤں میں اگر ہوگی رضائے سیدہ شامل
تمہارے ساتھ ہو جائے گی خالق کی عطا شامل
عزا کے فرش پہ ہو گر حضورِ رب میں اک سجدہ
یہی وہ کام ہے جس میں خدا کی ہے رضا شامل
گزر جائے گا اک پل میں پلِ اصراط سے تو بھی
اگر اعمال میں ہوگی ولائے مرتضیٰ شامل
نہ ہوگا غم جہاں کا اور نہ کوئی آخرت کا ڈر
وہ جس کی زندگی میں شاہ کی ہوگی عزا شامل
یہی ارمان ہے میرا ظہورِ مہدیٔ دیں پہ
کہیں مولا تجھے فوجِ خدا میں کر لیا شامل

ماہانہ مسالمہ

ردیف

زندگی

شہزاد زیدی

جس جگہ ہو گئی تھی گماں زندگی
حُر نے پائی وہاں جاوداں زندگی
ہے شہید و شہادت کی تعریف بس
موت ایسی کہ اس میں نہاں زندگی
زندۂ موت سے حُر یہ کہہ کر چلا
جا رہا ہوں وہاں، ہے جہاں زندگی
بے زبانی تھی اصغر کی تیغِ زباں
دے گئی دین کو بے کراں زندگی
فرض شہزاد جانیں عزا شاہ کا
گر نہ چاہیں کہ ہو رائیگاں زندگی

سمیع نقوی

دینِ فطرت عزم و ہمت کا نشاں ہے زندگی
کربلا عنوان ہے اور داستاں ہے زندگی
یوں حبیب ابنِ مظاہر کی ضعیفی نے کہا
تم نے ثابت کر دیا کتنی جواں ہے زندگی
نوک پر نیزے کی مصروفِ تلاوت ہیں حسین
اب ذرا اہلِ نظر دیکھیں کہاں ہے زندگی
شام کے دربار میں زینب تری تقریر سے
جاملۂ الفاظ میں شعلہ فشاں ہے زندگی
طاعتِ معبود لازم ہے سمیع اس واسطے
گر برائے شہ نہ ہو تو رائیگاں ہے زندگی

جمال احمد جمال

عشق باطن کی زباں میں ہے شہادت زندگی
موت کے سائے میں ایماں کی علامت زندگی
اصغرِ معصوم نے شرطِ امامت کی قبول
در حقیقت تھی سپردِ جاں کی ساعت زندگی
کہہ رہی تھی بے بسی میں چشمِ گریاں کی زباں
کربلا میں ہے بپا شورِ قیامت زندگی
بے بسی بے چارگی میں تشنگاں کا حسنِ ظرف
دیکھ کر حیراں رہی عزم و شجاعت زندگی
حوضِ کوثر پہ جمالِ ناز ان کو دیکھ کر
قرب کی پھر مانگتی ہو گی اجازت زندگی

اختر انجم

ذکرِ شبیر میں جو بسر ہو گئی سب سے بہتر ہے وہ بے گماں زندگی
یہ نہ ہو تو اندھیرا ہو چاروں طرف ہے اسی ذکر سے ضو فشاں زندگی
راہِ حق میں جو قرباں کریں جان کو کتنے خوش بخت ہوتے ہیں انسان وہ
قدرداں جو یہاں زندگی کے نہ ہوں ان کی ہوتی ہے خود قدرداں زندگی
دیکھتے تھے وہ اک دوسرے کی طرف اس کی جرأت پہ حیراں تھے سب سورماں
تیر کھا کر بھی اصغر نے میدان میں چھین لی موت سے ناگہاں زندگی
بخت تھا کس قدر عزم کا امتحاں کربلا کی زمیں نے یہ دیکھا سماں
نوش جامِ شہادت جو کرتا رہا اس کو دیتا رہا آسماں زندگی
رنگ چہروں کا فق ہو گیا یک بہ یک سن کے تقریرِ زینب کی دربار میں
خامشی ایسی اختر ہوئی ہر طرف جیسے رکھتی نہیں ہے زباں زندگی

مقبول زیدی

احمد، علی و فاطمہ حسنین زندگی
کربل نجف مدینے کے مابین زندگی
عشقِ نبیؐ، علی کی ولا، غم حسین کا
شرقین زندگی یہی غربین زندگی
نوکِ سناں سے پھیل رہی ہے ہر ایک پل
صوتِ قرأت کے دوش پہ دارین زندگی
باطل پرست فوج کے اطراف موت ہے
خیمہ کہ ہے امام کے طرفین زندگی
پہلے ہوا تھا زیست میں شامل غمِ حسین
مقبولؔ اس کے بعد ہوئی عین زندگی

حامد علی سید

جس طرح سے شاہِ کربل نے گزاری زندگی
اس طرح ہم نے کہاں اپنی سنواری زندگی
کر دیا رد جبر و استبداد کے قانون کو
دیں کے رستے پہ مرے مولا نے واری زندگی
جب پکارا وقت نے مقتل میں جا کر دی اذاں
اہلِ حق نے اس طرح کاٹی ہے ساری زندگی
سر کٹانا مشکلوں میں رسمِ اہلِ بیت ہے
موت کی دہلیز پہ جا کر پکاری زندگی
اس ندامت کے سوائے اور حامدؔ کچھ نہیں
رو بہ رو شامِ غریباں یہ ہماری زندگی

زیب النساء زیبی

عشقِ حسین ہے مرا ایمان زندگی
ہر ایک گام کیوں نہ ہو پھر دان زندگی
ان کے پیام سے ہوئی ذیشان زندگی
اللہ رے! حسین سے ہے مان زندگی
حضرت حسین سب کے لیے ہیں ضیا فگن
ان کے بغیر بنتی نہیں آن زندگی
اک روشنی کا مہرِ درخشاں ہمہ نفس
انسانیت کا کیوں نہ ہو ایقان زندگی
زیبیؔ! حیاتِ نو مجھے ملتی ہے ہر نفس
بنتی ہے میرے واسطے احسان زندگی

انیس جعفری

عشقِ اہلِ بیت سے روشن ہے بابِ زندگی
ورنہ اک سادہ ورق ہے ہر کتابِ زندگی
ان اذانوں کے تقدس کو بچانے کے لیے
کر دیا قربان اکبر نے شبابِ زندگی
نصرتِ شبیر سے پائی ہے جس نے روشنی
بجھ نہیں سکتا ہے حُر کا آفتابِ زندگی
پیروی کر لے زمانہ آج اگر شبیر کی
خود بہ خود ہو جائے برپا انقلابِ زندگی
الفتِ آلِ نبیؐ کام آئے گی اُس دم انیسؔ
پیشِ رب دینا پڑے گا جب حسابِ زندگی

عدنان عکس

عشق شبیر ہے مستند زندگی
ورنہ کیا ہے مہد تا لحد زندگی
تیر کھا کر بھی ہونٹوں پہ مسکان ہے
دیکھ ننھے مجاہد کا قد زندگی
اک طرف زندگی اک طرف دین تھا
دین والے نے کی نفس کے رو زندگی
جس کو ورثے میں مشکل کشائی ملی
کیا کرے اس کی کوئی مدد زندگی
عکس گزری ہے جو یادِ شبیر میں
مغفرت کی بنی وہ سند زندگی

عبدالصمد تورؔ سہارنپوری

تھی اس جہاں کے غم سے پریشان زندگی
یادِ حسین سے ہوئی آسان زندگی
اُن کو حیات جاوداں ملتی ہے بے گماں
کرتے ہیں جو حسین پہ قربان زندگی
کیوں زندگی سے دور کریں عشقِ اہلِ بیت
ہم کو نہیں گوارہ یہ بے جان زندگی
رہتی ہے مہربان شہیدوں پہ مستقل
ورنہ تو چار دن کی ہے مہمان زندگی
کرب و بلا کے آخری سجدے میں جو دیا
ہے تورؔ وہ حسین کا فرمان، زندگی

ظہور مہدی

خادمِ فرشِ عزا کی ہے عبادت زندگی
یوں ادا کرتی ہے پھر اجرِ رسالت زندگی
اے مسیحِ عصر گردش میں ہے پھر انسانیت
کاش امت کی رہے تحتِ شریعت زندگی
بعدِ ختم المرسلیں، بدلا زمانہ ہے غضب
بن گئی زہرا کی عنوانِ مصیبت زندگی
تیر کھا کے مسکراتا اصغرِ بے شیر کا
کس قدر شیریں ہے وہ جامِ شہادت زندگی
عمر ہوتی ہے مودت میں بسر جس کی ظہورؔ
کیوں نہ ہو اس کے لیے بابِ شفاعت زندگی

حمیدہ سحر

ہر گز نہ ہوتی دہر میں دشوار زندگی
شبیر کے ماتم کی علم دار زندگی
سب کچھ لٹا کے دین بچایا ہے دہر میں
کرب و بلا ہے دین کی معمار زندگی
کس کی مجال ہم سے ملائے نظر کوئی
ہے جذبۂ توحید سے سرشار زندگی
جس زندگی میں جادۂ شبیر جلوہ گر
وہ زندگی ہے قافلہ سالار زندگی
ذکرِ غمِ حسین سے پروان ہے سحرؔ
حق کا ہے اک پیام عزادار زندگی

تارہ جعفری

بن کر کلامِ حُر کی نگہبان زندگی
نوکِ سناں پہ پڑھتی ہے قرآن زندگی
سجدے میں سر کو رکھ کے کہا یہ حسین نے
اسلام کی بقا پہ ہے قربان زندگی
اسباب لُٹ چکا ہے پیارے ہوئے شہید
دشتِ بلا سی ہو گئی ویران زندگی
اک روز جاؤں طیبہ نجف کربلا کی سمت
اے کاش پورا کر دے یہ ارمان زندگی
تارہ مجھے یقیں ہے مسلماں کو ہے خبر
بے حب اہلبیت پشیماں ہے زندگی

کمیل ظہور

عشقِ علی ہے دل میں تو اعلیٰ ہے زندگی
عشقِ علی نہیں ہے تو مردہ ہے زندگی
میری لحد میں آئیں گے مشکل کشا ضرور
تجھ کو ولا کا جام پلایا ہے زندگی
شبیر نے یہ درس دیا کائنات کو
دیں کے لیے سر اپنا کٹانا ہے زندگی
بے حب اہلبیت ملی ہے کسے حیات
تجھ کو غمِ حسین نے پالا ہے زندگی
جب سے بچھا ہے گھر مرے فرشِ عزا ظہور
محسوس ہو رہا ہے کہ زندہ ہے زندگی

ماہانہ مسالمہ

ردیف

سفر

قمر وارثی

ملا جو زینب و کلثوم کا پیامِ سفر
تو صبح سے ہی رہا انتظارِ شامِ سفر
خدا کے گھر میں نہ خوں ریزیاں ہوں بہرِ خدا
نگاہِ سبطِ پیمبر میں تھا نظامِ سفر
جو آپ ساتھ ہے وقفِ سپاہِ حر ہو گا
ابھی تو راہ میں آتا ہے وہ مقامِ سفر
حسین موت سے یوں زندگی خریدیں گے
کہ وہ تھی آپ کی منزل یہ انتظامِ سفر
قمر قیودِ شہیدانِ حق مدار رہے
سدا رہے یہی گردش مری بنامِ سفر

فیروز خسرو

تھی بھوک پیاس بلا کی، تھا وہ بلا کا سفر
تھا ابتدا سے ہی درپیش ابتلا کا سفر
پلٹ کے جانا بھی چاہیں تو جا نہیں سکتے
بندھا پاؤں سے یاروں کے کربلا کا سفر
ابھی بھی جاری ہے خونِ رگِ گلو کی قسم
زمیں سے سوئے فلک تیرِ حرملا کا سفر
بہ وقتِ عصر جھکاتے ہی سر بنامِ خدا
تمام ہو گیا اک بندۂ خدا کا سفر
ہے پنجتن کا وسیلہ مجھے بہت خسروؔ
کہ تیز تر ہے مرے حرفِ مدعا کا سفر

ڈاکٹر جاوید منظر

جہاں میں ہم نے کیے یوں تو بے حساب سفر
جو کربلا کا سفر ہے وہ لا جواب سفر
چلا ہوں کرب و بلا سے برائے کرب و بلا
کرے گا کون مری طرح کامیاب سفر
جو کربلا کے لیے سبطِ مصطفیٰ نے کیا
یہی تو اصل میں ہے روحِ انقلاب سفر
جہاں میں اکبر و عباس کی مثال کہاں
یہی ہیں دینِ محمدؐ کا پُر شباب سفر
یہ آرزو ہے کروں شام کا سفر منظرؔ
سفر بنے گا یہی حاصلِ ثواب سفر

سمیع نقوی

اس لیے کرتا ہوں مدحت کی زمینوں کا سفر
اس سفر سے ہو نہیں سکتا کوئی اعلیٰ سفر
مدحتِ شبیر لکھ کر سرخرو ہوتا ہوں میں
وادیٔ فردوس میں ہے روز یہ میرا سفر
راہِ شبیری میں گر ہوں پاؤں بھی زخمی تو کیا
اے خدا لکھ دے مری قسمت میں تو ایسا سفر
جھلملائے ان کی قسمت کے ستارے عرش پر
عشقِ شاہِ دیں میں جو بھی کر گئے اعلیٰ سفر
خود کو پاتا ہوں میں جنت کی فضاؤں میں سمیعؔ
یاد آتا ہے مجھے جب کربلا والا سفر

جمال احمد جمال

کربلا کی سمت تھا توقیرِ پیماں کا سفر
صورتِ تقدیسِ پیکر عزمِ ایماں کا سفر
حسنِ خُو کی خوشبوؤں میں پُر یقیں تھا کارواں
تھا جو سردارِ جناں کے علم و عرفاں کا سفر
سر زمینِ کربلا پیاسوں کے خوں کی پیاس میں
منتظر تھی ہو بپا شامِ غریباں کا سفر
تشنہ کامی کی حقیقت کشتۂ تعبیر تھی
دیکھ کر یہ پُر یقیں تھا چشمِ حیراں کا سفر
یاد میں حضرت حسین ابنِ علی کی اے جمالؔ
تا ابد جاری رہے گا اشکِ گریاں کا سفر

راشد حسین راشد

ہوا شروع جو مدینے سے کربلا کا سفر
تو ختم ہو نہ سکا آج تک وفا کا سفر
بشر پہ ہی نہیں موقوف ابتدا کا سفر
فرشتوں نے بھی کیا ان کی اتباع کا سفر
نشاطِ ارض و سما کا یہی تو ضامن ہے
ہے ظاہراً جو فقط رنج و ابتلا کا سفر
کہیں نہ دیکھ کے بھر جائے چشمِ رضواں بھی
نبیؐ کے لعل کے پژمردہ اقرباں کا سفر
وہ اک سفر کہ جو اوجِ دوام ہے راشدؔ
بنا زمانے میں تحریکِ ارتقا کا سفر

اختر انجم

آج اس کا ہے ہمارے دل میں غم پرور سفر
جو کیا کرتا تھا پیغمبر کے شانوں پہ سفر
ان کے نقشِ پا کو جس نے رہنما اپنا کیا
راہِ حق میں اس مسافر کا رہا بہتر سفر
جس کی قسمت میں خدا نے خلد ہی لکھی نہ ہو
خلد کے مالک کی جانب وہ کرے کیونکر سفر
دیکھنا ہے گر تجھے بھی عالمِ مہر و وفا
تو بھی شاہِ کربلا کے در کی جانب کر سفر
فکر کرتی ہے سفر جب میری سوئے کربلا
ساتھ میں کرتے ہیں اس کے یہ مہ و اختر سفر

نورِ شمع نور

سرخیٔ شام ڈھلی کر گئی اظہار سفر
مطلعِ صبح پہ روشن ہوئے آثار سفر
چشمِ ادراک نے دیکھی ہی کہاں ایسی مثال
ایک تاریخ رقم کر گئے معمار سفر
ان میں جب قول نبھانے کا سلیقہ ہی نہ تھا
لوگ کیوں کرتے رہے آپ سے اصرار سفر
دستِ تقدیر کے لکھے سے سبھی واقف ہیں
اک کھلی جرأتِ اظہار تھا اسرار سفر
ضو فشاں خوں کی کبھی نورِ تجلی نہ بجھی
شمع میں صدیوں سے در آئے ہیں انوار سفر

مقبول زیدی

سراب، پیاس، تپش، حبس، رہگزار سفر
حسین نے کیا تھا پھر بھی اختیار سفر

سفر سے روکتے تھے آپ کو رفیق تمام
مگر تھی مذہب اسلام کی پکار سفر

حسینی قافلے میں آ کے سوئے خلد چلا
وگرنہ حُر کا تھا ہر سمت بے مہار سفر

پڑھو یہ چہرۂ تاریخ بابِ نصرتِ دیں
ملے گا آلِ محمدؐ کا بار بار سفر

وہ بار بار گیا کربلا، نجف، طیبہ
ہوا ہے جس کا بھی مقبول ایک بار سفر

زیب النساء زیبی

جب کیا میں نے کربلا کا سفر
ہوا محسوس وہ ضیا کا سفر

کربلا والوں پہ ہوں لاکھوں سلام
رہے جاری مری ولا کا سفر

کربلا کے شہید نے جو کیا
تھا وہ سر تا پا اک ضیا کا سفر

کربلا والوں نے کیا تھا جو
تھا سفر وہ رہِ خدا کا سفر

جانِ زہرا نے جو کیا زیبی
تھا حقیقت میں مصطفیٰ کا سفر

موج لکھنوی

ملے جو کرب و بلا کی زیارتوں کا سفر
حقیقتاً وہ ہے سب کی سعادتوں کا سفر
ہر ایک بندۂ مومن کی بس یہ خواہش ہے
کہ اس کے نام لکھا ہو عقیدتوں کا سفر
دکھائیں آئینے کو کیسے ہم بھلا صورت
ابھی ہوا نہیں جنت کے راستوں کا سفر
بس ایک پل میں جہنم سے آیا جنت میں
بڑا عجیب تھا حُر کی مودتوں کا سفر
سجا کے دیکھیے نعت و سلام کی محفل
تو موجؔ موج بنے گا یہ رحمتوں کا سفر

امتیاز الملک آسی سلطانی

عالمِ درد آشنائی سم غم اور آدمِ ثانی سفر
مظہرِ شامِ غریباں الاماں اور بعدِ قربانی سفر
علم کا دریا چلا تھا آگہی دے کر ہوا جب سرخ سرخ
اس طرح سے بن گیا ذیشاں قیامت تک وہ لاثانی سفر
باعثِ تخلیقِ کل عالم کا سجدہ طول طول سجدہ کا سبب تو سوچیے
کون ان کی پشت پر تھا جس کا سجدہ تھا کہ لافانی سفر
بات ہے دل سے یقیں کی باطنی اخلاص کی آلِ نبیؐ سے پیار کی
ان کے ہی لطف و کرم سے آج بھی کرتے ہیں اہلِ درد روحانی سفر
تو ہے آسیؔ امتی ان کا جنھیں محبوب ان کی آل ہے
سجدۂ شکرانہ کرنے کو ادا کرتی سدا ہے دل کی پیشانی سفر

سخاوت حسین ناصر

اپنی حیات میں وہ بہاروں کا ہے سفر
جو ان کے درمیان نظاروں کا ہے سفر
تنہا ہیں ابنِ فاطمہ دنیا کی بھیڑ میں
ابنِ علیؑ قرآن کے پاروں کا ہے سفر
گر چاہتے ہو بخشش ربِ قدیر سے
حبِ علی جناں کے نظاروں کا ہے سفر
کربل کے معرکے میں ذرا فکر کیجیے
خونِ جگر سے دین نگاروں کا ہے سفر
ناصرؔ ولائے حیدرِ کرار میں رہو
عرشِ بریں پہ چاند ستاروں کا ہے سفر

عدنان عکس

سوئے شاہِ کرب و بلا جو کرتا ہے انسان سفر
خلدِ بریں کا ہو جاتا ہے اس کے لیے آسان سفر
میں ہوں رواں اس راہ پہ جائے جو شبیر کے روضے پر
کیسی عالیشان ہے منزل کیسا عالیشان سفر
تیر گلے پر ہے اصغر کے اور تبسم ہونٹوں پر
کس خوبی سے طے کرتی ہے دیکھو ننھی جان سفر
راہِ دنیا چھوڑ کر حُر نے راہِ شہادت اپنائی
ایسے مسافر کی جرأت پر کیوں نہ ہو حیران سفر
بچپن ہی میں دیکھ چکے تھے ساری راہیں ابنِ علی
ان کی خاطر عکسؔ کہاں تھا کوفے کا انجان سفر

انیس جعفری

جس دم ہوا تھا میرا سوئے کربلا سفر
اس وقت ہو گیا تھا مرا کیا سے کیا سفر
بس ایک کربلا کا سفر راس آ گیا
ورنہ کیے ہیں زیست میں بے انتہا سفر
نکلا ہوں جب بھی نادِ علی پڑھ کے گھر سے میں
مشکل سفر بھی ہوگیا آساں مرا سفر
عنوان بن گیا ہے وفا کی کتاب کا
عباس نے جو نہر کی جانب کیا سفر
دل میں انیسؔ الفتِ آلِ نبیؐ رکھو
پھولوں سے ہوگا خود بہ خود آراستہ سفر

خمار زیدی

اسلام تیرے واسطے شبیر کا سفر
جیسے شکستہ راہوں پہ تعمیر کا سفر
کتنے ہی قافلے ہیں رواں آج بھی مگر
طے کر سکا نہ کوئی بھی بے شیر کا سفر
صلحِ حسن نے جنگ کا نقشہ بدل دیا
یعنی قلم بھی کرتا ہے شمشیر کا سفر
چاہا بہت یزید نے اسلام قید ہو
آزاد کر گیا اسے زنجیر کا سفر
ایسا نصیب اور کسی کا نہیں خمارؔ
حر کی طرح جو ہو سکے تقدیر کا سفر

عبدالصمد نور سہارنپوری

سمتِ کربل ہوا ایک ایسا سفر
جو بنا دینِ حق کا حوالہ سفر
یاد کرتا رہے گا جہاں حشر تک
آپ کا ابنِ حیدر نرالا سفر
غیر محرم نہ دیکھے کھلا سر کوئی
بادلوں نے کیا بن کے پردہ سفر
رہرو بند آنکھیں تم اپنی کرو
کر رہا ہے نبیؐ کا گھرانہ سفر
نورؔ ہو گا میسر یقیں ہے مجھے
اک نہ اک روز یہ کربلا کا سفر

ظہور مہدی

کر رہے ہیں شہ مدینے سے مشیت کا سفر
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا عبادت کا سفر
چودہ صدیاں ہو گئیں لیکن نہ کر پایا کوئی
جیسے میثم نے کیا حیدر کی مدحت کا سفر
ہو گیا تحریر لوحِ کربلا پہ خون سے
اے حبیب ابنِ مظاہر تیری نصرت کا سفر
ہو قدم پہ تازیانے اور بدن سے خوں رواں
کربلا سے شام تک یوں تھا امامت کا سفر
بس صدائے شاہ پہ لبیک کہہ دو اے ظہورؔ
چاہتے ہو کرنا گر تم بھی شہادت کا سفر

تارہ جعفری

طیبہ سے سوئے کربلا شبیر کا سفر
پھر اس کے ساتھ زینبِ دل گیر کا سفر
عباس چل رہے تھے سواری کے ساتھ ساتھ
طے سایۂ علم میں ہو ہم شیر کا سفر
منزل کا تحفہ دے گیا نانا کے دین کو
جھولے سے قتل گاہ تک بے شیر کا سفر
گریہ کناں تھا امتِ بے حس کے حال پر
ناقہ سے گرتی دخترِ شبیر کا سفر
جنت میں جا کے ختم ہو بزمِ سلام سے
تاؔرہ ہر ایک صاحبِ تحریر کا سفر

حمیدہ سحر

غمِ حسین ہے بس میری زندگی کا سفر
یہی چراغ ہے کعبے کی روشنی کا سفر
اگر ہے جرم محبت بنامِ آلِ نبیؐ
کروں گی میں بھی سدا جرمِ عاشقی کا سفر
خدا کے بندوں امامت کا احترام کرو
جہاں میں بس ہے یہی عقل و آگہی کا سفر
بڑے خلوص سے کرب و بلا پہ غور کرو
بس اک حسین ہے اسلام دوستی کا سفر
وہ ذات جس سے ملی علم و آگہی کی سحر
سدا رہے گا وہاں میری آگہی کا سفر

ماہانہ مسالمہ

ردیف

ہو گیا

قمر وارثی

لائقِ تنسیخ ٹھہرا اور فانی ہو گیا
فلسفہ جور و جفا کا آں جہانی ہو گیا
کربلا میں پی لیا اسلام نے آبِ حیات
معجزہ دو روز کی تشنہ دہانی ہو گیا
کر گیا خاکِ شفا مٹی کو پیاسوں کا لہو
کربلا ذہنِ بشر میں جاودانی ہو گیا
چشمِ تر نے واسطہ جب بھی دیا سجاد کا
آنکھ سے قطرہ گرا اور مہربانی ہو گیا
فاطمہ کے لعل نے رکھ لی قمر انساں کی لاج
بندۂ خاکی شرف میں لا مکانی ہو گیا

عارف منصور

رخ علمدار کا جس طرف ہو گیا
ایک ماتم بپا صف بہ صف ہو گیا
منحرف ہو گیا اپنی پہچان سے
تیر بے شیر کا جو ہدف ہو گیا
آ گئے کربلا میں جو شاہِ زمن
دشت کا دشت خاکِ نجف ہو گیا
حر کی تقدیر بدلی گئی کس طرح
ایک کنکر تھا کیسے خزف ہو گیا
ابنِ منصور بھی تو حسینی ہی تھا
آ کے مقتل میں جو لا تخف ہو گیا

نسیم رضوی

دہر میں نوعِ بشر کے دکھ کا درماں ہو گیا
تذکرہ کرب و بلا کا حق کا عنواں ہو گیا
کی ضیافت ظلم نے تیر و سناں سے کربلا
نیم جاں گر کر فرس سے تیرا مہماں ہو گیا
قبضہ کر کے بھی جری دریا سے لوٹا تشنہ لب
دیکھ کر یہ ظلم کا لشکر بھی حیراں ہو گیا
آزمائش تھی حسین ابنِ علی کے صبر کی
قلبِ اکبر جب شکارِ نوکِ پیکاں ہو گیا
کھل اٹھے ہیں اے نسیم خوش نوا مدحت کے پھول
اک عقیدت کا گلستاں دشتِ امکاں ہو گیا

سمیع نقوی

حُر گرفتارِ ولائے شاہِ والا ہو گیا
شام کے باسی کا یوں ایمان تازہ ہو گیا
جس گھڑی حُر شام کی ظلمت سے نکلا جھوم کر
دفعتاً تقدیر میں اس کی اجالا ہو گیا
ایک شب میں اس قدر روشن ہوا حُر کا نصیب
کل تلک تھا دوزخی اب خلد والا ہو گیا
میرے مولا یہ ترے دستِ کرم کا ہے کمال
جب بھی جو پتھر تراشہ ہے وہ ہیرا ہو گیا
کیا بھلا حُر کا مقدر قلب کیا میرا سمیعؔ
ذکرِ اہلِ بیت سے روشن زمانہ ہو گیا

مقبول زیدی

دھند باطل کی چھٹی موسم سہانا ہو گیا
خیمہ زن صحرا میں احمدؐ کا گھرانہ ہو گیا
اک حقیقت رہ گئی قربانیٔ شبیر کی
باقی جو کچھ بھی رہا سارا فسانہ ہو گیا
بر زبانِ احمدِ مختار جو قرآں ہوا
بر سرِ نوکِ سناں حق کا ترانہ ہو گیا
اے بدن مل جائے گی نارِ جہنم سے نجات
مجلسِ شبیر میں گر آنا جانا ہو گیا
غم ہوئے سب ختم زہراؑ کی دعا سے حشر تک
جب غمِ شبیر میں رونا رلانا ہو گیا

موج لکھنوی

ذکرِ حسین زیست کا عنوان ہو گیا
بخشش کا ایک مرحلہ آسان ہو گیا
بھٹکا ہوا جو آیا درِ اہلِ بیت پہ
اک آن میں وہ بوذر و سلمان ہو گیا
حُر کو ملی ہے دائمی دنیا میں زندگی
اک رات میں وہ صاحبِ عرفان ہو گیا
کیا عظمتِ کردار و بصیرت ہے کربلا
ہر اک شہید خلد کا مہمان ہو گیا
جب سے جبیں جھکی ہے درِ اہلِ بیت پہ
یہ واسطہ ہی موجؔ کی پہچان ہو گیا

آسی سلطانی

سیرتِ سرکارؐ پر اک شخص شیدا ہو گیا
وہ غلامانِ نبیؐ کے دل میں مولا ہو گیا
دیکھ کر ان کا گھرانہ یہ سمجھ میں آئی بات
جو یہاں کا ہو گیا ہے وہ جہاں کا ہو گیا
اہلِ بیتِ مصطفیؐ کا در اگر چھوڑے کوئی
در حقیقت وہ بھری دنیا میں تنہا ہو گیا
منہ کے بل سب بت گرے جب اک جری کے سامنے
پھر خدا کا گھر صنم خانے سے کعبہ ہو گیا
خاک کا سرمہ بنا لاؤں گا آسیؔ دیکھنا
ان کے روضے تک اگر میرا بھی جانا ہو گیا

شجاعت زیدی

روزِ عاشورہ کا ہر لمحہ ہی خنجر ہو گیا
منفرد تاریخ میں ہر اس کا منظر ہو گیا
دامنِ شہ کے صدف سے جونہی وابستہ ہوا
ایک ہی لمحے میں حُر قطرے سے گوہر ہو گیا
تیرِ الزامِ بغاوت جب چلا شبیر پر
بے گناہی کی سپر ننھا سا اک سر ہو گیا
جلتے خیمے روشنی کب تک تجھے دیتے یزید
ہاں مگر ان کا دھواں تیرا مقدر ہو گیا
اے شجاعتؔ تب کہیں جا کر ملا دل کو سکوں
جب غمِ سرور مرے ہر غم کا محور ہو گیا

فرحت عباس ترمذی

بالواسطہ یہ خلق پہ احسان ہو گیا
قربِ خدا ہی منزلِ انسان ہو گیا
جو بھی غمِ حسین سے انجان ہو گیا
سمجھو کہ رہ رو رہِ عصیان ہو گیا
کہتا رہے ہزار زمانہ شفق تجھے
خونِ حسین اب ترا عنوان ہو گیا
تر دامنی تھی روزِ جزا اور کچھ کہاں
ماتم ہی بخشے جانے کا سامان ہو گیا
فرحتؔ یہ سانحہ بھی عجب سانحہ ہوا
دیکھا فلک نے چاک گریبان ہو گیا

علی اظہار

جو ذکرِ شاہ کرنے پہ مامور ہو گیا
وہ شخص کائنات میں مشہور ہو گیا
ہم نے بجھے چراغ سے پائی ہے روشنی
یوں راستہ حیات کا پُر نور ہو گیا
تڑپے نہ جو زیارتِ شبیر کے لیے
سمجھو وہ قلب جسم کا ناسور ہو گیا
تنویرِ فرشِ مجلسِ سرور کے فیض سے
میرا مکان نورِ علی نور ہو گیا
اظہارؔ جو مناتا ہے غم شاہِ دین کا
وہ بالیقین حشر میں مسرور ہو گیا

ظہورِ مہدی

آپ کی آمد کا چرچا ہو گیا
ذرہ ذرہ محوِ سجدہ ہو گیا
آپ کے نقشِ کفِ پا کے طفیل
دور صدیوں کا اندھیرا ہو گیا
آپ کا سایہ نہ تھا پر دہر پہ
آپ کی رحمت کا سایہ ہو گیا
مرتبہ کیا ہو بیاں جب آپ کا
ایک سجدہ رشکِ کعبہ ہو گیا
وردِ نامِ مصطفیٰ کا ہے ظہور
میری بخشش کا وسیلہ ہو گیا

تارہ جعفری

باطل کے دل کے واسطے وہ خار ہو گیا
شبیر کے لبوں سے جو انکار ہو گیا
کر لیں گے اتفاق سبھی یا حسین پہ
انسان کا ضمیر جو بیدار ہو گیا
دریا کو ایک پل میں سمیٹا جو مشک میں
جرأت کا اک نشان علم دار ہو گیا
مسکان لب پہ فتح کی صورت رہی عیاں
گردن کے ایک تیر گر پار ہو گیا
تارہ لکھی ہے جس نے بھی شبیر کی ثنا
کچھ ہو نہ ہو جناں کا وہ حقدار ہو گیا

حمیدہ سحر

نفسِ نبیؐ جو دین پہ قربان ہو گیا
معبود کا یہ عبد پہ احسان ہو گیا
ایسی بھی ایک رات تھی حُر کے نصیب میں
اس کی سحر ہوئی تو یہ سامان ہو گیا
کل تک خیال و خواب سے جنت بعید تھی
کوثر کا آج خلد میں امکان ہو گیا
کل تک جو ایک غیر تھا افواجِ شام میں
اک فیصلے سے صاحبِ ایمان ہو گیا
پہلے ہی دم نہیں تھا بہت شام میں سحر
ضربِ وفا سے اور بھی بے جان ہو گیا

عبرت حسین

جس دن سے بھی میں خالقِ اشعار ہو گیا
گھر میرا بھی اک خلد میں تیار ہو گیا
مولا حسن کی صلح نے وہ کام کر دیا
ہر وار ہر لعین کا بے کار ہو گیا
عشقِ حسین میں جو گرفتار ہوا ہے
اس کا نصیب مطلعِ انوار ہو گیا
بس فاطمہ ہی دیں گی اسے خلد کی سند
جو بھی حسینیت کا طرف دار ہو گیا
عبرت تجھے یہ زہرا سے اعزاز مل گیا
لکھ کر ثنا تو شہ کی قلم کار ہو گیا

ماہانہ مسالمہ

ردیف

پانی

قمر وارثی

جن پہ ارزاں تھا صبر کا پانی
کیسے پیتے وہ دوسرا پانی
پیاس کا احترام تھا ورنہ
دور کب اہلِ حق سے تھا پانی
جام پیتا ہو جب شہادت کا
کوئی خاطر میں لائے کیا پانی
کون سنتا کہ سب تھے پیکرِ حق
لاکھ دیتا رہا صدا پانی
تھا قمر کیا لہو ۔ شہیدوں کا
کر دیا حق نے کیمیا پانی

ڈاکٹر شاداب احسانی

سخت پہرے کا تھا منظر پانی
کربلا اور ستم گر پانی
صبرِ مادر تو گراں بیش رہا
مانگتے تھے علی اصغر پانی
اس کو بابا کا خیال آیا ہے
کیسے بولے علی اکبر پانی
لائے جرأت سے جناب عباس
اپنے پیاروں کے لیے بھر پانی
ظلم کو کیسے مٹائیں شاداب
کیسے ممکن ہے مقدر پانی

پروفیسر طاہر حسین طاہر

افواج کو دشمن کی پلایا پانی
یوں مظہرِ کردار بنایا پانی
اللہ رے سقائے سکینہ کا شرف
موجوں نے سوئے مشک بڑھایا پانی
یوں تشنہ دہنی میں دکھایا کردار
چلو میں لیا اور گرایا پانی
درکار تھا کچھ تربت بے شیر پہ آب
شبیر کی آنکھوں نے بہایا پانی
طاہر کا بصد عجز سلام اس کے لیے
جس نے تہِ خنجر نہیں پایا پانی

پروفیسر طاہر حسین طاہر

جان میں جان پڑی ہوش میں آیا پانی
پیاسے دریا میں جو عباس نے پھینکا پانی
اس سے بڑھ کر کے دنیا میں سعادت یہ ملی
حُر کو شبیر نے ہاتھوں سے پلایا پانی
اک اشارے پہ اکٹھے ہی چلے آئے سحاب
اک اشارے پہ شہِ دین کے برسا پانی
تذکرہ جب بھی کبھی آلِ نبیؐ کا آیا
اپنی آنکھوں میں ذرا دیر نہ ٹھہرا پانی
دیکھا سجاد نے اک شخص کو اور رونے لگا
جب وضو کرتے ہوئے اس نے گرایا پانی

نسیم رضوی

یوں تو قبضے میں تھا اعدا کے وہ بہتا پانی
شہ اگر چاہتے کوثر سے برستا پانی
لے کے جب کوزہ سکینہ چلی سوئے مقتل
یاد میں اصغرِ بے شیر کی رویا پانی
آبِ کوثر سے بجھی پیاس شہیدوں کی فرات
رہ گیا دشتِ بلا میں ترا بہتا پانی
آگ کی طرح سے تپتی رہی ہنگامِ سفر
کون زنجیر پہ عابد کی چھڑکتا پانی
تھا وہ اک ابرِ گہر بارِ غمِ شہ کا نسیم
اشک بن کر جو مری آنکھ سے برسا پانی

جمال احمد جمال

تشنگی تھی طلب کے ساحل پر موج در موج تھا رواں پانی
بے حسی تھی کہ بے بسی اس کی ہو گیا حشر بے اماں پانی
تشنگی میں وقار تھا قائم تشنہ کاموں کے خیمۂ دل میں
زندگی تابناک ہوتی رہی اور تھا موجبِ زیاں پانی
اک طرف فوجِ دشمنِ دیں تھی منتظر جس کا عصرِ رسوائی
ہو گئی خاکِ کربلا خوں رنگ بن گیا ایک داستاں پانی
بندگی کو فرازِ عشق ملا بے خودی حلقۂ سجود میں تھی
خوں شہیدوں کا نغمہ زن حق کا اور خموشی کی بے زباں پانی
نقشِ جرأت جمال ذاتِ حسین جن کا پیکر تھا حسنِ صبر و رضا
تشنگی جن کی وجہِ عزمِ صمیم ان کے کب آیا درمیاں پانی

مقبول زیدی

در غمِ شاہ سُو بہ سُو پانی
ٹھہرِ چشم اور گلو بہ گلو پانی
آل پیاسی تھی اور شرم کے ساتھ
پانی پانی تھا جُز بہ جُز پانی
لخترِ غم سوگوار آنکھ کو سن
روز و شب محوِ گفتگو پانی
بہہ رہا ہے لبِ فرات سے دیکھ
صورتِ اشک ہُو بہ ہُو پانی
میر کی طرز پر نوحۂ مقبولؔ
ہائے غازی کبھی کبھو پانی

آسی سلطانی

لکھ گیا کیسی یہ دنیا میں کہانی پانی
شرم سے آج بھی وہ دریا ہے پانی پانی
آبیاری کی پڑی دیں کو ضرورت ورنہ
مانگتی کیوں علی اکبر کی جوانی پانی
جن پیاسوں کے سبب دیں نے جلا پائی ہے
ان کے ہی فیض سے پاتا ہے روانی پانی
قصۂ کرب و بلا جب بھی بیاں ہوتا ہے
بے بسی کہتا ہے خود اپنی زبانی پانی
سن کے سب درد و الم آسیؔ یہ دعا کرتا
واقعہ اب نہ دکھائے کوئی ثانی پانی

ظہور مہدی

اب تو مر کر بھی تجھے لب پہ نہ لاؤں پانی
تو کہاں پہ تھا تجھے آگ لگاؤں پانی
دشت در دشت بھٹکتا ہوں اٹھائے ہوئے مشک
ایک حسرت ہے کہ پیاسوں کو پلاؤں پانی
تشنہ لب بچے تڑپتے رہے پانی کے لیے
کیوں نہ میں اپنی نگاہوں سے بہاؤں پانی
یاد آجاتے ہیں عباس کے بازو مجھ کو
لب دریا جو میں ہاتھوں میں اٹھاؤں پانی
دل میں بس ایک تمنا ہے یہی میرے ظہور
کربلا جا کے پیاسوں کو پلاؤں پانی

طاہرہ پروین جعفری

دیکھ کر دشت میں شبیر کا چہرہ پانی
شدتِ کرب سے تڑپا کبھی رویا پانی
پیاس قائم ہے شہیدوں کی وفاؤں کی طرح
اشک آنکھوں سے گرے دل کو نہ بھایا پانی
کر رہے تھے جو رخ قافلے مقتل کی طرف
ایسے لوگوں نے بھی شبیر سے پایا پانی
کٹ گئے بازوئے عباس چھدی چھوٹی سی مشک
خون کے ساتھ میں اعدا نے بہایا پانی
زیارتِ مشک و علم جب بھی کری ہے تارہ
ہونٹ خاموش رہے آنکھ میں آیا پانی

ماہانہ مسالمہ

ردیف

علی

قمر وارثی

بے بس ہے میرا فن مرا زورِ بیاں علی
الفاظ کی بساط کہاں اور کہاں علی
فخرِ وجودِ خالقِ کون و مکاں علی
تقویم کی زمین علی، آسماں علی
معراج میں نظامِ خطابت تو دیکھیے
خود کہہ رہا ہے رب کہ ہیں میری زباں علی
لیتا ہو جب بھی نام تو لیتا یقیں کے ساتھ
ورنہ بعید سرحدِ وہم و گماں علی
اس بزم کا یہی تو قمر افتخار ہے
مہمان بھی یہاں ہیں علی میزباں علی

شہزاد زیدی

صامت پڑھیں تو لکھا ہے ربِ علی علی
ناطق سے گر سنیں تو ہے شیرِ خدا علی
روزِ ازل سے آج تلک اور تا ابد
مشکل کشائے وقت ہے مشکل کشا علی
بدعت کہیں کہ کفر کہیں مفتیانِ دین
اپنی زباں سے نکلا ہے نکلے گا یا علی
فکرِ شفائے فکر میں اہلِ خرد رہیں
اہلِ جنوں کے درد کی شافی دوا علی
شہزاد نے تو کفر کے فتوے دیے مگر
تجھ کو نصیریوں نے خدا ہی کہا علی

ڈاکٹر جاوید منظر

ہیں آفتاب رسالت کے ماہتاب علی
جو بے مثال محمدؐ تو لا جواب علی
کہاں کے خیبر و خندق کہاں کے بدر و حنین
ہر اک محاذ پہ دیکھے ہیں کامیاب علی
رہے گی آپ کی نسبت پہ یہ زمیں نازاں
رہیں گے حشر تلک آپ بو تراب علی
بتا کے علم کے دریا پہ فکر و فن کی سبیل
تمام عمر رہے شاملِ نصاب علی
غدیرِ خم کا یہ منظر بھی دیکھ لو منظرؔ
کہاں پہ سارے صحابہ کہاں جناب علی

سبیع نقوی

عکسِ کردارِ نبیؐ ہیں وارثِ قرآں علی
رہبرِ دینِ محمدؐ پیکرِ ایماں علی
جس طرح جزوِ لہو ہیں خون کے ذرات سرخ
ہیں اسی طرح نظامِ دین میں پنہاں علی
مشکلیں خود مشکلوں میں گھر گئیں اس واسطے
آ گئے مشکل میں میری بن کے نگہباں علی
مشکلوں کے ہر طرف طوفاں تھے اس کے باوجود
مومنوں کے درد کا کرتے رہے درماں علی
مدحتِ مولا علی کے پھول کھل اٹھیں سبیعؔ
ہو عنایت کی نظر مجھ پہ شہیدِ داں علی

جمال احمد جمال

مقامِ رفعتِ ایماں کے شاہکار علی
وقارِ علم و یقیں کا ہیں اعتبار علی
شریعتِ ازلی کا شرابِ ناب کا جام
ہیں خود ہی میکدۂ عشق کا خمار علی
رہِ سلوک کی تابانیوں کی وہ منزل
طریقتِ دلِ بے تاب کا نگار علی
نہ ہو سکا کوئی خیبر شکن علی کے سوا
نبیؐ کے دل کے ہوئے باعثِ قرار علی
علی کے سر پہ کسا ڈال دی حضورؐ نے جب
جمالؔ کیوں نہ ہوں پھر وجہِ افتخار علی

پروین حیدر

نگاہِ قدس میں ٹھہرے ہیں انتخاب علی
نبیؐ سے کیجیے معراج میں خطاب علی
یہی تو ہیں کہ جو ہیں علم لوح کے عالم
زمینِ عز و شرف پہ فلک تاب علی
محاذ کفر پہ تبلیغ دینِ حق میں شریک
قدم قدم ہیں رسالت کے ہم رکاب علی
وہ دبدبہ تھا کہ سب خیبری پکار اٹھے
کہ زورِ دستِ خدا کا نہیں جواب علی
رکھیں گے آبرو پروینؔ میری آنکھوں کی
نہاں رکھیں گے مرا دفترِ حساب علی

ڈاکٹر جمال نقوی

اے عصر تو وہ منزلِ ایقان ہے علی
فخرِ بشر ہے عظمتِ انسان ہے علی
میں کیا بیاں کروں گا ثنائے ابو تراب
بھائی ہے اور نبیؑ کا نگہبان ہے علی
ایماں کی جستجو ہے تو اس در پہ آیئے
یہ ہے حدیثِ پاک کہ ایمان ہے علی
کہتا تھا جو بھی پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو
یعنی کہ ایک بولتا قرآن ہے علی
میں ہوں جمالؔ ان کے غلاموں کا بھی غلام
میری کتابِ زیست کا عنوان ہے علی

موج لکھنوی

نبیؐ کے باغ کا جاذبِ نظر گلاب علی
جو رنگ و نور میں یکتا وہ لا جواب علی
نبیؐ کے ساتھ فضیلت مآب وہ ہی تو ہیں
جو بابِ علم ہیں رہبر بھی بو تراب علی
علی کے نور میں ہے روشنی محمدؐ کی
جو آفتاب محمدؐ تو ماہتاب علی
حنین و بدر و احد ہو کہ خیبر و خندق
ہر امتحان سے گزرے ہیں کامیاب علی
علی کے ساتھ رہا حق تو حق کے ساتھ علی
ہے موجؔ موجِ سمندر صفت نصاب علی

عدنان عکس قادری

دے کر اپنی الفت کے گل مدحت کی مہکار علی
میرے دل کے صحرا کو بھی کر دیجے گلزار علی
وہ انساں بھی فضلِ خدا سے خلدِ بریں میں جائے گا
جس نے کہا ہوگا دنیا میں دل سے فقط اک بار علی
کیا ہے شریعت کیا ہے امامت کیا ہے طریقت سمجھا کر
ہوش میں دنیا کو لائیں گے آپ کے یہ میخوار علی
آپ کو اس جنت کا مالک کہہ دوں تو کیا ٹھیک نہیں
آپ کے بچے جس کنبے کے ٹھہرے ہیں سردار علی
کر دے خدا انکار تو حیدر اس کو منالیں گے لیکن
عکس خدا مانے گا کیسے کردیں اگر انکار علی

علی اظہار

خدا کے دستِ کرامات کا ہنر ہیں علی
جسے تراشا ہے خود رب نے وہ گہر ہیں علی
یہ آفتاب جو پلٹا تو ہو گیا ظاہر
کہ تابع آپ کے خورشید اور قمر ہیں علی
بیان دیتا ہے یہ دینِ مصطفیٰ اب بھی
میں جس کے سائے میں رہتا ہوں وہ شجر ہیں علی
حصولِ علم کے ہر ہر سفر میں ہر لمحہ
ہے کامیاب وہی جس کے راہبر ہیں علی
یوں بو تراب سے اظہارِ عشق لازم ہے
کہ میرے عقدہ کشا میرے چارہ گر ہیں علی

مختار زیدی

دوشِ احمدؐ پہ ، ہیں یوں بولتا قرآن علی
دیکھنے والے ذرا آج تو پہچان علی
آیتِ حق کی طرح دل میں اترتا جائے
جتنا مشکل ہے علی اتنا ہی آسان علی
کیا یہ لازم ہے کہ قرآن کی آیت لکھوں
میرا مضمون علی ہے مرا عنوان علی
کاش قنبر کی غلامی کا شرف مل جائے
یوں غلاموں کی عقیدت کا ہو سامان علی
منقبت سن کے مری بزم پہ چھایا ہے مختار
آج لگتے ہیں بہت ہم پہ مہربان علی

تارہ جعفری

خیبر کشا ہے حیدرِ کرار ہے علی
باطل ہے خوف میں وہ اک تلوار ہے علی
دستِ نبیؐ نے چن لیا عمراں کے لعل کو
وہ حق مزاجِ دیں کا مددگار ہے علی
رب نے کیا کلام علی کی زبان میں
رازِ نہاں ہے صاحبِ گفتار ہے علی
باطل پرست قوتیں بس اتنا جان لیں
سینوں میں حق پرستوں کے بیدار ہے علی
کہنے کو اترا تارہ فلک سے زمین پر
شہکار فاطمہ ہے تو شہکار ہے علی

ظہور مہدی

کعبۂ دینِ نبیؐ، قبلۂ ایمان علی
مالکِ کُل بھی ہوا جن کا ثنا خوان علی
لے گئی پاس محمدؐ کے محبت ان کی
کیوں نہ ہو آج شریعت تری پہچان علی
فتح تو جنگ کو ہوتا تھا بلا شک و شبہ
تھا مجاہد کی زباں پر شہِ مردان علی
تجھ کو سرکارؐ نے خود علم کا دروازہ کہا
کتنی اونچی ہے جہاں بھر میں تری شان علی
ان مصائب میں بھلا اور کہے کیا مہدیؔ
ہو گئی زینب و کلثوم بھی بے جان علی

ذیشان زیدی

نبیؐ کے ہاتھوں میں یوں ہے براجمان علی
قرآن پڑھتا ہے خود ناطق قرآن علی
امانتیں تجھے سونپیں سلایا اپنی جگہ
رسولؐ کو تھا بہت تجھ پہ اطمینان علی
اسی گلے میں یہ بازار ہے مدینے کا
اگرچہ کن کی صدا ہے ابھی جوان علی
عتم نے ضرب لگائی ہے تجھ پہ سجدے میں
زمین روتی ہے روتا ہے آسمان علی
حقیر ذرے کو ذیشان کر دیا مولا
کرم ہے تیرا نرالی ہے تیری شان علی

ماہانہ مسالمہ

ردیف

کربلا

جمال احمد جمال

عظمت و کردار کا پرتو ہے نامِ کربلا
تھی شکوہ صبر کا عنوان شامِ کربلا
اک حصارِ جبر میں رکھی گئی نہرِ فرات
تشنگی گریاں کناں تھی زیرِ بامِ کربلا
خون کے آنسو بہاتا سرنگوں تھا آفتاب
جب سرِ افلاک تھا اونچا مقامِ کربلا
اصغرِ معصوم نے نذرانۂ جاں دے دیا
دیکھ کر عزمِ شہیدانِ کرامِ کربلا
بے بسی بے چارگی میں تھا جمالِ بندگی
دل تو دل ہے جاں بھی ہے نذرِ امامِ کربلا

انور کیف

میں لکھ رہا ہوں آج یہ عنوانِ کربلا
تاریخِ عزمِ شامِ غریبانِ کربلا
آنکھوں میں اشک دل میں ہے یادِ غمِ حسین
ہر سال تازہ ہوتا ہے پیمانِ کربلا
سرکارِ دو جہاں کے نواسے کے خون سے
مہکی ہوئی ہے خاکِ بیابانِ کربلا
آ میں تجھے بتاؤں کہ کیا ہے یزیدیت
کیا ہے مقامِ بے سر و سامانِ کربلا
اسلام کا ستون بہتّر نفوس ہیں
تاریخ بھی ہے کیفؔ ثنا خوانِ کربلا

ضیا شاہد

فکرِ حسین تیری نگہباں ہے کربلا
یعنی حصول و حاصلِ ایماں ہے کربلا
آتی ہے ہر طرف سے صدا یا حسین کی
کس نے کہا کہ ایک بیاباں ہے کربلا
کیا پوچھتے ہو تم کو بھلا کیا بتاؤں میں
بس اتنا جان لو کہ مری جاں ہے کربلا
اسرارِ خونِ آلِ پیمبر تو دیکھیے
کس طرح ظلمتوں میں فروزاں ہے کربلا
آتی ہے صبح و شام صدائے فغاں ضیا
یہ کس کے غم میں چاک گریباں ہے کربلا

ماہ نور خانزادہ

شبطِ نبیؐ کی یاد دلاتی ہے کربلا
دل میں حیا کے پھول کھلاتی ہے کربلا
حق کی اگر تلاش ہے جا کر بلا میں دیکھ
بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھاتی ہے کربلا
رہتی ہے سارا سال یہ کالے لباس میں
غازی یہ ترا سوگ مناتی ہے کربلا
لہجۂ کبریا میں سرِ شام آج بھی
قرآن زائریں کو سناتی ہے کربلا
شبیرؑ با نوا سے جو کر لے وفا اسے
حر ایسا نام دار بناتی ہے کربلا

ماہانہ مسالمہ

ردیف

حسین

انور کیف

ساری دنیا کے لیے رشد و ہدایت ہیں حسین
فخرِ دیں فخرِ جہاں فخرِ امامت ہیں حسین
آندھیوں کی زد میں روشن کر دیا حق کا چراغ
ناز ہے جس پہ علی کو وہ نہایت ہیں حسین
کربلا ہے سجدہ گاہِ ابنِ حیدر دیکھنا
عالمِ امکاں میں مصروفِ عبادت ہیں حسین
آج بھی باطل ارادوں کے لیے ضربِ شدید
آج بھی مظلوم انسانوں کی طاقت ہیں حسین
لکھ نہیں سکتا قلم جو کیفؔ تاریخِ حیات
فخرِ کردار علی فخرِ نبوت ہیں حسین

سبیح نقوی

آندھیوں میں بھی ہے روشن شمعِ کردار حسین
وقت تو بدلا مگر بدلی نہ رفتار حسین
اے غمِ دنیا کہیں اپنا ٹھکانا ڈھونڈ لے
کیا نہیں معلوم تجھ کو میں ہوں غم خوار حسین
مشکلوں میں اس لیے اکثر پکارا ہے اسے
دوسرا مشکل کشا بھی ہے علم دار حسین
شمع گل ہونے پہ یوں روشن ہوئے ان کے ضمیر
روشنی دینے لگے دنیا کو انصار حسین
اس سے بڑھ کر اور کب ہوگی فضیلت اے سبیحؔ
خالقِ ارض و سما ہے ناز بردار حسین

ظفر عابدی

بے امتیاز مذہب و ملت حسین سے
خلقت کو ہو گئی ہے عقیدت حسین سے
مظلومیت میں فتح کا اعجاز دیکھیے
زندہ ہے اب جہاں میں شہادت حسین سے
چرچا فلک پہ اور زمیں پر ہے چار سُو
میدانِ کربلا کو ہے رفعت حسین سے
پیشِ نظر حسین کے رب کی رضا رہی
باطل تو کر رہا تھا سیاست حسین سے
مجلس مسالمہ کی ظفر کامیاب ہے
حرفِ سخن کو مل گئی عزت حسین سے

مہتاب عالم مہتاب

وقت کے سینے میں دل بن کے دھڑکتا ہے حسین
نبضِ دنیا چل رہی ہے کیونکہ زندہ ہے حسین
اُس طرف لشکر ہے لیکن خوف سے سہما ہوا
اِس طرف ہے مطمئن حالانکہ تنہا ہے حسین
اپنے دشمن سے تو ملتا ہے محمدؐ کی طرح
دشمنِ دیں پر علی بن کر برستا ہے حسین
تیغ کے سائے میں بھی حق گوئی پر قائم رہا
ہے کوئی سچوں میں سچا جیسا سچا ہے حسین
جس طرح دیکھا ہے عالم مصطفیؐ کے لعل کو
کس طرح کیسے بتاؤں کتنا اچھا ہے حسین

خمار زیدی

ہر قطرۂ لہو پہ جو لکھا حسین ہے
دھڑکن کہاں؟ یہ دل مرا کہتا حسین ہے
میدانِ کربلا پہ بھی کچھ منحصر نہیں
وسعت میں کائنات کی پھیلا حسین ہے
ایسی شکست موت کو دے دی حسین نے
صدیوں کے بعد آج بھی زندہ حسین ہے
ایسی نماز حشر تک ہوگی نہ پھر ادا
اکبر اذاں تو آخری سجدہ حسین ہے
یوں سو گئی سکینہ ہے بابا کا سر ملا
اب کیا خمارؔ وہ اٹھے پایا حسین ہے

ذیشان شانی

یہ بتا دے مجھے خدائے حسین
کس طرح میں کروں ثنائے حسین
خاتم المرسلیں بنے ناقہ
یہ شرف کس کا ہے سوائے حسین
وہ جوہر شے سے ماورا کردے
عشقِ حیدر ہے اور ولائے حسین
رک گئی تھی زمین کی گردش
زین سے جب امیں پہ آئے حسین
ہاں کہے نا کہے مجھے ذیشانؔ
دنیا مجھ کو کہے گدائے حسین

ماہانہ مسالمہ
غیر طرحی کلام

اعجاز رحمانی

سلام کیجیے ان کربلا نشینوں کو
بلند کر دیا افلاک سے زمینوں کو
جو کربلا سے کبھی لوٹ کر نہیں آئے
مکان ڈھونڈ رہے ہیں انہی مکینوں کو
پلٹ کے جاتے مدینے تو کس طرح جاتے
جلا کے آئے تھے وہ کربلا سفینوں کو
انہیں خبر ہی نہیں کربلا کے بارے میں
یہ حکمِ رب جو جھکاتے نہیں جبینوں کو
لہو بہائیں گے خیمیں جلائیں گے اعجاز
کوئی پناہ نہ دے شہر میں مکینوں کو

اعجاز رحمانی

یہ زمیں تو ہے ساری خدا کی زمیں
مختلف ہے مگر کربلا کی زمیں
یہ تو صدقہ شہیدوں کے ہے خون کا
اتنی زرخیز کب تھی دعا کی زمیں
آسماں سے زیادہ جو ہے محترم
ہے مدینہ نجف کربلا کی زمیں
یہ بھی احسان ہے خونِ شبیر کا
آسماں بن گئی کربلا کی زمیں
یہ تو اعجاز اللہ کی دین ہے
جس کو جتنی بھی چاہی عطا کی زمیں

قمر وارثی

سنبھالے ہے پرچم حسین ابنِ حیدر
مجھے آپ کا غم حسین ابنِ حیدر
شجاعت پہ ہے آپ کی ناز فرما
وقارِ دو عالم حسین ابنِ حیدر
بہار آفریں آپ کی یاد سے ہے
گلِ دیدۂ نم حسین ابنِ حیدر
لہو آپ کا آج بھی کر رہا ہے
اجالے فراہم حسین ابنِ حیدر
غلام آپ کا ہے قمر وارثی بھی
یہ منصب نہیں کم حسین ابنِ حیدر

قمر وارثی

وفا کا چہرہ چھپایا نہیں دکھایا تھا
وہ اک چراغ بجھایا نہ تھا جلایا تھا
کشید اپنے لہو سے کیا تھا آبِ حیات
پھر اپنے ہاتھ سے اسلام کو پلایا تھا
یہ اور بات کہ ظالم سے ڈر گئے کوفی
یہ اور بات بڑے شوق سے بلایا تھا
یہ امتیاز فقط کربلا کو حاصل ہے
جہاں اثر نے دعاؤں کو آزمایا تھا
یہ جس مدار پہ گردش کناں ہے آج قمر
وفا کے نقشِ قدم نے اسے بنایا تھا

قمرؔ وارثی

صبر دیتا ہے ہماری چشمِ نم کو حوصلہ
اسوۂ شبیر نے بخشا ہے ہم کو حوصلہ
ہم پہ غربت میں بھی رہتا ہے سدا ان کا کرم
مال و زر دیتا نہیں اہلِ ستم کو حوصلہ
جب تلک عباس بچوں کو نظر آتے رہے
تب تلک ملتا رہا اہلِ حرم کو حوصلہ
میں نے اصغر کو لکھا ہے فاتحِ کرب و بلا
اک تبسم دے گیا میرے قلم کو حوصلہ
خواہشِ دیدار آقا ہی تو دیتی ہے قمرؔ
وقتِ آخر راہیٔ ملکِ عدم کو حوصلہ

قمرؔ وارثی

خوشبو سے کلام کر رہا ہوں
میں ذکرِ امام کر رہا ہوں
از نامِ حسین فکر و فن کو
ہم رنگِ دوام کر رہا ہوں
جو روحِ رموزِ کربلا ہے
اس فکر کو عام کر رہا ہوں
غم وہ ہے کہ میں نکل کے دل سے
اشکوں میں قیام کر رہا ہوں
سینے پہ قمرؔ حسین لکھ کر
میں طشت از بام کر رہا ہوں

شہزاد زیدی

سلام ابنِ حیدر لکھ رہا ہوں
میں قطرہ ہوں سمندر لکھ رہا ہوں
سمندر چاہیے آنکھوں میں میری
مقامِ خونِ اصغر لکھ رہا ہوں
رگوں میں ہے لہو سچائیوں کا
ستمگر کو ستمگر لکھ رہا ہوں
ادب میں کربلا روداد تیری
میں صدیوں سے برابر لکھ رہا ہوں
زمیں شہزاد ہے صہبا کی مشکل
بہ فیضِ صہبا اختر لکھ رہا ہوں

شہزاد زیدی

کربلا حیران ہے اپنے دفینے دیکھ کر
لائے تھے مولا مدینے سے نگینے دیکھ کر
لب پہ زہرا کے دعا ہے شادماں ہیں مصطفیٰ
ماتمِ شہ میں عزاداروں کے سینے دیکھ کر
شیر خوارِ کربلا میں حرملا کو کیا لکھوں
مسکراہٹ پہ تری اس کے پسینے دیکھ کر
ہو نہیں سکتا بیاں وہ زینب و سجاد سے
آئے ہیں پردیس میں جو کچھ مدینے دیکھ کر
گھر جناں میں چاہیے شہزاد کو ہر بیت پہ
ہر ملک حیران ہے اس کے خزینے دیکھ کر

اختر انجم

اُدھر اک خوگرِ جور و جفا ہے
اِدھر اک پیکرِ صبر و رضا ہے
ہمارا رہنما راہِ وفا میں
حسین ابنِ علی کا نقشِ پا ہے
مصائب سن کے جو گرتا ہے آنسو
وفا کی راہ کا روشن دیا ہے
حسین ابنِ علی کو دو صدائیں
کہ ان کا نام ہی ردِ بلا ہے
سرِ مژگاں ہیں گلہائے عقیدت
ہمارے پاس اختر اور کیا ہے

جمال احمد جمال

اک شمعِ عشق دل میں ہے روشن امام کی
شہرت ہے جن کے دستِ کرم لطفِ عام کی
ذکرِ حسین دل میں بہ صد آب و تاب ہو
اس میں نہیں ہے قید کوئی صبح و شام کی
جب کربلا کے اشک سے پُر ہو گیا فرات
روشن تھی راہ نسبتِ عشقِ دوام کی
قائم رہے گی تا بہ ابد عظمتِ حسین
تھی حسن خو میں بو نہ کوئی انتقام کی
ممکن نہ ہو سکیں گے مناقب بیاں جمال
آغوش ہے نبیؐ کی سند احترام کی

راشد حسین راشد

ہے یہ شبیر کا اندازِ بیاں کیا کہنا
جیسے گویا ہو پیمبر کی زباں کیا کہنا
اے حسین ابنِ علی تیری زباں کے صدقے
تیرے منہ میں ہے محمدؐ کی زباں کیا کہنا
نامِ حق آج بھی ہے تیرے ہی دم سے باقی
تجھ سے قائم ہے محمدؐ کا نشاں کیا کہنا
کربلا تجھ پہ فدا شمس و قمر کی کرنیں
تیرے ذرے بھی بنے کاہکشاں کیا کہنا
سب ہے راشد یہ شہیدانِ وفا کا صدقہ
تیری یہ فکر اور اندازِ بیاں کیا کہنا

راشد حسین راشد

تھی بجھائی شمع حسین نے کہ جو چاہے آخرِ شب رہے
کھلی آنکھ تو ہوا منکشف کہ وہاں تو سب کے ہی سب رہے
سبھی ماہ و انجم تھے در بہ در اسی کربلا کی زمین پر
جہاں آسماں بھی تھا مضطرب کہ نہ ہو سحر یہی شب رہے
جو سروں کو آئے تھے کاٹنے وہی سر کٹا کے فدا ہوئے
کہ جنابِ حُر کی محبتوں کے وہ سلسلے بھی عجب رہے
نہ ہی تشنگی کا ملال ہے، نہ حرصِ ساغرِ جم ہمیں
ہیں غلام ایسے امام کے سرِ تیغ تشنہ بہ لب رہے
تو پلادے راشدِ تشنہ کو وہی جام ساقیِ کربلا
غمِ عشق ابنِ علی رہے نہ نشاط ہو نہ طرب رہے

راشد حسین راشد

خوشبو نے دل میں ڈوب کے اپنا قلم ارضِ کرب و بلا پہ لکھا ہے

جس نے چوما ہے خوشبو مولا کا علی کی خاک کے شفا پہ لکھا ہے

یہ خطا ہو تو ہو مرا خاندانِ سیدہ خیر الورا پہ لکھا ہے

ہم نے لکھا ہے مدحتِ زہرا پہ ان کی چادرِ ردا پہ لکھا ہے

ہم نے لکھا یہ بھی ہے پر عکسِ شیرِ خدا پہ لکھا ہے

کاتبِ تقدیر سے با اعجاز ابنِ مشکل کشا پہ لکھا ہے

جب بھی کوئی یزیدِ وقت ملا ان کے وجود و جفا پہ لکھا ہے

یوں سرور پہ چراغِ حق لے کر تہہ با جلال ہوا پہ لکھا ہے

ہم نے لکھا ہے جو بھی وہ راشد اہلِ بیت النقا پہ لکھا ہے

مانگی جو ان کی چادر کی کے لیے پھر اس دعا پہ لکھا ہے

راشد حسین راشد

خدا جلوہ ہے اور قلبِ علی ہے آئینہ خانہ

محمد کہہ رہے ہیں یہ ہے انداز حکیمانہ

ہوئے آغوشِ کعبہ میں ہویدا جب امامِ عادل

خدا کی شان دیکھو کھل گئی تقدیر بت خانہ

علی ہے شانِ خیبر کو جلالِ ضربِ معبود سے

شجاعت کو علی ہمت وفا کو عزمِ مردانہ

رقم تاریخ کے اوراق پر حرفِ جلی میں ہے

محمد شیخ ہیں تو مرتضیٰ ہیں ان کا پیمانہ

الولہ عشقِ اہلِ بیت کا ہے پاس راشد کے

یقیں ہے یہ خدا بخشے گا انداز کریمانہ

علمدار اسلم

تاریخ کربلا نے عجب حوصلہ دیا
انساں کو حق کی راہ میں مرنا سکھا دیا
سجدے کو طول دے کے نبیؐ نے بہ حکمِ رب
میرا حسین کیا ہے جہاں کو بتا دیا
مجھ سے مرا حسین ہے میں ہوں حسین سے
شبیر کا نبیؐ نے تعارف کرا دیا
تا دیر پھر کھلا رہا بابِ قبولیت
جب پنجتن کا واسطہ قبلِ دعا دیا
اسلم سوالِ بیعتِ فاسق کو شاہ نے
حرفِ غلط کی طرح جہاں سے مٹا دیا

سبیح نقوی

بات ہے بچی کھری ایمان سے ایمان کی
عشقِ حیدر نے ہر اک مشکل مری آسان کی
علمِ حیدر کی ہوائیں روکتی ہیں راستہ
آ نہیں سکتی یہاں لہریں کسی طوفان کی
کربلا ہے راہِ حق میں آخری منزل کا نام
ختم ہوتی ہیں جہاں سب سرحدیں عرفان کی
اے زمینِ کربلا قسمت پہ اپنی ناز کر
تجھ میں تصویریں ہیں پنہاں بولتے قرآن کی
ذکرِ حیدر درس ہے سچائیوں کا اے سبیح
جس طرح اعلیٰ چمک ہو لولو و مرجان کی

سبیح نقوی

نغمہ درود پاک کا رس گھولتا گیا
جو روح بن کے دل میں سماتا چلا گیا
یہ معجزہ ہے شاہِ شہیداں کے خون کا
بنجر زمیں کو نازِ گلستاں بنا گیا
تقلید میں ہیں حضرتِ غازی کی اس لیے
دامن ہمارے ہاتھ سے کب صبر کا گیا
اصغر وہ ماں کی گود سے گر سیکھ کر ہمیں
فنِ حرب کے سارے طریقے سکھا گیا
والان اس کو خلدِ بریں کا کہو سبیح
جس جا حسینیت کا قصیدہ پڑھا گیا

سبیح نقوی

فکر کیوں کر قید ہو عشقِ خدا ہوتے ہوئے
حبس کیوں محسوس ہو تازہ ہوا ہوتے ہوئے
دل نہیں لگتا ہے میرا نظم کرنے کے لیے
منقبت، نوحہ، سلام و مرثیہ ہوتے ہوئے
جب علی مشکل کشا ہر وقت میرے ساتھ ہیں
کیوں ڈروں میں ظلم سے مشکل کشا ہوتے ہوئے
نور کی تنویر سے جگمگ کرے گا یہ جہاں
کیسے پھیلے گا اندھیرا اک دیا ہوتے ہوئے
قبر کا روزِ جزا کا خوف ہو سکتا نہیں
اے سبیح آلِ نبیؐ کا آسرا ہوتے ہوئے

پروین حیدر

قرضِ دل لکھتے ہیں سرنامۂ جاں لکھتے ہیں
اہلِ احساس ترے غم کو جہاں لکھتے ہیں
اپنے دکھ کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے ہم
کربلا تجھ کو سرِ محشرِ جاں لکھتے ہیں
تشنگی روح کی ہر عہد کی بنیاد میں ہے
اس لیے لوگ غمِ تشنہ دہاں لکھتے ہیں
جب سے کھل پائی ہے زنداں کی اداسی ہم پر
سرِ تحریر سکینہ کا بیاں لکھتے ہیں
سفرِ سیدِ سجاد کو لکھتے لکھتے
خون روتے ہیں جو بے تاب و تواں لکھتے ہیں

پروین حیدر

حفظِ دیں بکھری ہوئی دنیا کے بیچ
قصر کی تعمیر ہے صحرا کے بیچ
کیا سمجھ پائیں گے کیا ہے کربلا
وہ کہ جو الجھے ہیں کیوں اور کیا کے بیچ
اس دیے سے اب بھی لرزاں ہے ہوا
بجھ کے جو روشن ہوا صحرا کے بیچ
غیرتِ عباس مانع ہو گئی
ورنہ کیا تھا پیاس اور دریا کے بیچ
یا شہِ دیں رہنمائی کیجیے
میں کھڑی ہوں دین اور دنیا کے بیچ

پروفیسر طاہر حسین

حاصل ہو جس کو حضرتِ فضہ کی چاکری
زیبا ہے اس بشر کو فرشتوں کی ہمسری
تکریم جس کو خانۂ زہرا میں ہو نصیب
اس کی نظر میں ہیچ ہے شانِ سکندری
حبشہ کی شاہ زادی کے عرفان کو سلام
زہرا کی نوکری میں ملی جس کو سنجری
آیت سے ہر سوال کا دیتی تھیں وہ جواب
زہرا کے گھر سے پائی جو شانِ سخنوری
طاہرؔ تری نجات کا ساماں کریں بتول
فضہ کے نوکروں کی جو مل جائے نوکری

نورشمع نور

روشنی پھیل گئی اور نئے امکان ملے
نامِ شبیر سے تسکین کے سامان ملے
کس بلندی پہ گیا ریت کے ذروں کا شرف
ارضِ کربل کو یہ کس شان کے مہمان ملے
جب کہیں خوں میں اٹھنے لگی شوریدہ سری
قلبِ باطل کے ارادے وہیں حیران ملے
یوں تو ہوتی ہی رہی ظلم کو ہر بار شکست
گرچہ مظلوم کے ہاتھوں میں نہ پیکان ملے
نورؔ کرتی ہی رہے مدحِ حسین ابنِ علی
اس توسط سے اسے بھی کوئی پہچان ملے

آسی سلطانی

ہے مرا ایمان بے شک ان کی ایک اک بات پر
یوں فدا ہے دل حسین ابن علی کی ذات پر
اک سحر انگیز خطبہ تھا شبِ عاشور کا
کوئی قابو کیسے پاتا قلب کے جذبات پر
واقعہ کربل کا اور شامِ غریباں کے سبب
فوقیت حاصل ہوئی ہے شام کی اس رات پر
پھر ضرورت ہے حسینی قافلے کی اب ہمیں
دشمنانِ دین بیٹھے آج بھی ہیں گھات پر
جان شاہِ کربلا نے دے کے یہ بخشا شعور
جیت آسی کیسے ممکن ہے بظاہر مات پر

موج لکھنوی

دین اور ایمان کا دل میں اجالا مانگیے
عشقِ بی بی فاطمہ زہرا کا سودا مانگیے
منفرد حسنِ طلب ہو کوئی حسرت نہ رہے
اس سے زیادہ ہی ملے گا آپ جتنا مانگیے
عالیہ زہرا کا ہر حسنِ عمل ہے معتبر
علمِ فضہ مانگیے فکرِ خدیجہ مانگیے
ہے دعا ہر لب پہ مل جائے صراطِ مستقیم
آیئے اللہ سے جنت کا رستہ مانگیے
پنجتن کا آستانہ موج جب سے مل گیا
مل گیا سب کچھ تو اب اللہ سے کیا مانگیے

موج لکھنوی

ذکرِ اہلِ بیت ہے محراب اور منبر کے ساتھ
سیرتِ اسلام ہے شبیر اور شبر کے ساتھ
ماہ ہے شعبان کا انوار کی ہیں برکتیں
رحمتوں کا ذکر ہے تطہیر کی چادر کے ساتھ
ہم علی والوں نے پایا ہے عقیدت کا مزاج
جوڑ دیتی ہے بصیرت ہادی و رہبر کے ساتھ
ہم جہادِ زندگی میں جی رہے ہیں ان دنوں
آج بھی ہے کربلا اپنے پسِ منظر کے ساتھ
موؔج محشر میں شفاعت کے ملے ہیں راستے
اس لیے اپنی لگی ہے چودہ بام و در کے ساتھ

عدنان عکس

لٹا کے دین پہ سب کچھ ملال کوئی نہیں
حسین صبر کی تیرے مثال کوئی نہیں
یہ شانِ ابنِ علی ہے کہ وقتِ آخر بھی
بجز نماز لبوں پر سوال کوئی نہیں
خدایا خیر ہو اصغر کی آج میداں میں
کہ نونہال کے ہاتھوں میں ڈھال کوئی نہیں
صدائے حُر ہے جو ابنِ علی کا ہو جائے
عروج اس کے لیے ہے زوال کوئی نہیں
یہ منقبت تو عطا حُبِّ پنجتن کی ہے
اے عکسؔ اس میں تمہارا کمال کوئی نہیں

عدنان نکس

قطب کوئی قلندر کوئی کامل پیر بن جائے
مگر ممکن نہیں کہ دوسرا شبیر بن جائے
وہاں دینِ مبیں پہ کیسے کوئی آنچ آئے گی
جہاں پہ ڈھال اس کی اصغر بے شیر بن جائے
علی اکبر جو آجائیں مصور کے تصور میں
تو ممکن ہے رسولِ پاک کی تصویر بن جائے
بلائیں جس کو مولا مثلِ حر وہ رک نہیں سکتا
بلا سے سارا عالم پاؤں کی زنجیر بن جائے
گدائی اپنے کوچے کی عطا کردیں اگر مولا
تو شاہوں سے بھی اچھی نکس کی تقدیر بن جائے

عدنان نکس

اے عابد قدسیوں دیکھو عبادت اس کو کہتے ہیں
جو کی مولیٰ نے نیزے پر تلاوت اس کو کہتے ہے
شہادت دیکھی مولیٰ کی تو یوں تاریخ کہہ اٹھی
شہیدانِ جہاں دیکھو شہادت اس کو کہتے ہیں
ملی جاں جس کے صدقے میں نہ کی جائے فدا اس پہ
لغت میں عشق کی لوگو خیانت اس کو کہتے ہیں
کسی کی بے ردائی پہ سرِ عباس کہتا ہے
مرے مولیٰ بتاؤ کیا قیامت اس کو کہتے ہیں
گدا شبیر کا کہہ کر پکارے نکس کو دنیا
اگر مل جائے قسمت سے تو شہرت اس کو کہتے ہیں

عدنان عکس

حسین ابنِ علی کا ذکر جب لب پر مہکتا ہے
گلِ زہرہ کی خوشبو سے ہر اک منظر مہکتا ہے
میں گھر میں جب شہیرِ کربلا کا ذکر تا ہوں
ہوائیں خلد سے آتی ہیں سارا گھر مہکتا ہے
مہک ایسی ہے پیغمبر کے ان پھولوں کی مدحت میں
کوئی پڑھ کر مہکتا ہے کوئی سن کر مہکتا ہے
زمینِ کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہیں
کہیں قاسم کہیں اکبر کہیں اصغر مہکتا ہے
اسی کی عکس خوشبو آرہی ہے تیری میّت سے
گلِ حُبِّ علی جو قلب کے اندر مہکتا ہے

عبدالصمد نور سہارنپوری

سوچنے بیٹھا کہ لفظِ غم کی کیا تفسیر ہے
دل سے یہ آئی صدا شبیر ہے شبیر ہے
سوئے کربل آرہا ہے خاندانِ مصطفیٰ
جس طرف بھی دیکھیے تنویر ہی تنویر ہے
اشک آنکھوں سے ہیں جاری جل رہا ہے دل مرا
کربلا کا سانحہ یہ کس قدر دل گیر ہے
کیوں نبیؐ کی آل کی تقلید ہم کرتے نہیں
کیا ہمارے پاؤں میں بھی خوف کی زنجیر ہے
نورؔ دنیا ہر مرض کی جس سے پاتی ہے شفا
کربلا کی خاک ہی وہ بے بہا اکسیر ہے

عبدالصمد نور سہارنپوری

کرتا ہے جو حسین کے صبر و رضا کی بات
ہوتی ہے آسمان پہ اُس با صفا کی بات
ہے آج مجھ سے دور مصائب کا ہر اثر
میں کر رہا ہوں آج شہِ کربلا کی بات
مجھ سے مرا حسین ہے میں ہوں حسین سے
میری نہیں ہے یہ تو ہے خیرالوریٰ کی بات
ایسی وفا مجھے نظر آئی نہیں کہیں
عباس بے مثال ہے تیری وفا کی بات
مانا مری بساطِ سخن نور کچھ نہیں
میرا سلام ہے یہ اُسی با صفا کی بات

افتخار حیدر

خیر النساء کا لعل جو بستی بسا گیا
دھرتی پہ کائنات کا محور بنا گیا
تیری ولا حیات کا مقصد بنی رہی
تیرے ہی غم سے دل کو سہارا دیا گیا
اپنے لہو سے موت کو دے کر شکستِ فاش
مرتی ہوئی حیات کو جینا سکھا گیا
بڑھتی رہی ہے آتشِ عشقِ غمِ حسین
جتنا بھی اس کی آنچ کو ٹھنڈا کیا گیا
فیضانِ آلِ احمدِ مرسل ہے افتخار
محشر میں تجھ کو اہلِ ولا میں گنا گیا

افتخار حیدر

وہ لوگ حق آشنا ہیں سارے
حسین پر جو فدا ہیں سارے
علی کے بیٹے ہوں یا کہ پوتے
وفا میں شیرِ خدا ہیں سارے
ہمی سے کم سن کی رو پڑیں گے
سپاہی کوفے کے کیا ہیں سارے
یومِ عاشور حُر نے دیکھا
زمین پر انبیاء ہیں سارے
سلام کے جو حروف لکھے
علی کے در کی عطا ہیں سارے

نسیم رضوی

دیارِ غیب میں آثار در کے دیکھتے ہیں
یہ لا مکاں ہی سہی پر گزر کے دیکھتے ہیں
مہِ تمام امامت کا ضو فشاں ہے یہاں
نظارے اہلِ نظر اس قمر کے دیکھتے ہیں
ملیں گے نقشِ کفِ پا ضرور ان کے کہیں
حصارِ ظلمتِ شب سے ابھر کے دیکھتے ہیں
یہ کس کے عکس ہیں آیاتِ نور کی مانند
جو میری لوحِ سخن پر اتر کے دیکھتے ہیں
نسیم آئنہ خانہ ہے مدحتِ حجت
ہم اس میں معجزے اپنے ہنر کے دیکھتے ہیں

خمار زیدی

تقلیدِ حُر میں اپنا مقدر تلاش کر
یہ قطرہ چیز کیا ہے سمندر تلاش کر
مارا نہ جائے تو بھی جہالت کی موت میں
وہ جانشین نفسِ پیمبر تلاش کر
ملنا اسی کا تجھ کو خدا سے ملائے گا
وہ نقشِ بو تراب وہ رہبر تلاش کر
تو ایک دن کی بھوک سے بے تاب ہو گیا
شکمِ نبیؐ پہ جو تھا وہ پتھر تلاش کر
ہر ایک کا یہ ہم سے تقاضہ خمار ہے
جب تک یہ زندگی ہے برابر تلاش کر

خمار زیدی

اس بے زباں کا طرزِ خطابت غضب کا تھا
یہ اس کا ہی کمال تھا وہ جس نسب کا تھا
سبطِ نبیؐ کے بیٹے کا اعجاز گفتگو
یہ معجزہ زبان میں اسی لقب کا تھا
معلوم تھا کہ پانی نہیں دیں گے اشقیا
جحت نے بھی لباس جو پہنا طلب کا تھا
بے چین تھے وہ صبح شہادت کے واسطے
جنت سے ان کا فاصلہ بس ایک شب کا تھا
یوں اشک بھی خمار مرا جاوداں ہوا
ٹپکا اگر قلم سے تو حصہ ادب کا تھا

انیس جعفری

زمانہ دیکھ چکا ہے بجھا بجھا کے چراغ
ہوا کے دوش پہ روشن رہے وفا کے چراغ
لہو سے حضرت عباس نے جلائے ہیں
کبھی بھی بجھ نہیں سکتے رہِ وفا کے چراغ
تمام عالمِ اسلام کو کیا روشن
لہو سے اصغرِ بے شیر نے جلا کے چراغ
سمجھ لے اب بھی زمانہ کہ بم دھماکوں سے
بجھا نہ پائے گا ذکرِ شہِ ہدا کے چراغ
رکھیں گے دور اندھیرے مری لحد سے انیسؔ
ہیں ضو فشاں مرے سینے پہ جو عزا کے چراغ

انیس جعفری

ثناء لکھنے کا جذبہ جس گھڑی دل میں ابھرتا ہے
قلم خود ہی ثنائے پنجتن تحریر کرتا ہے
ستم کر کے یزیدِ وقت خود انجام کو پہنچا
حسین ابنِ علی کا نام لیکن اب بھی زندہ ہے
بھٹک جائیں صراطِ حق سے ایسا ہو نہیں سکتا
ہمارا رہنما تو اسوۂ فرزندِ زہرا ہے
زمیں پر پھول اور افلاک پر تارے چمکتے ہیں
ہماری آنکھ سے جب بھی کوئی آنسو ٹپکتا ہے
انیسؔ اس شخص کو دوزخ کے شعلے چھو نہیں سکتے
جو انساں ماتمِ شبیر انگاروں پہ کرتا ہے

فرحت عباس ترمذی

نبیؐ نے جب بھی بلایا علی علی بولے
یہاں وہاں سرِ سدرہ علی علی بولے
وظیفہ نادِ علی کا حضورؐ کی سنت
یہ دو جہاں کا سہارا علی علی بولے
ہے کون لائقِ تزویج فاطمہ زہرا
فلک سے ٹوٹ کے تارا علی علی بولے
بتوں سے پاک کرو دل کو لے کے نامِ علی
کہ دل بھی کعبے کے جیسا علی علی بولے
ترے نصیب کا فرحتؔ کہاں ٹھکانہ ہے
سنور گئی تری عقبیٰ علی علی بولے

فرحت عباس ترمذی

یہ دل یوں منزلِ ایقان میں ہے
غدیرِ غم مرے ایمان میں ہے
دیے جلتے ہیں ہر راہِ طلب میں
اگر نادِ علی گردان میں ہے
گزرنا ہے رہِ ہستی سے آسان
علی کا عشق گر سامان میں ہے
بصیرت کے صنم خانوں سے دیکھو
سخن حیدر کا ہر دیوان میں ہے
بھروسہ کر شعارِ حیدری پہ
وگرنہ زندگی نقصان میں ہے

شاعر علی شاعر

یہ جو میں نے سلام لکھا ہے
کتنا اعلیٰ کلام لکھا ہے
پہلے لکھا حسین ابن علی
پھر علیہ السلام لکھا ہے
میں نے دنیا کے سب اماموں میں
ان کو اعلیٰ مقام لکھا ہے
میری قسمت میں ان کی نسبت کا
دونوں عالم میں جام لکھا ہے
شاعرِ اہلِ بیت ہوں شاعرؔ
میرا جنت پہ نام لکھا ہے

ضیا شاہد

حصارِ ذات سے نکلوں علی علی کر کے
تمام عمر گزاروں علی علی کر کے
تجلیات بر کوہ طور آجائیں
خدا کو جب میں پکاروں علی علی کر کے
وہ اپنی لو سے ہی دیتا ہے مات ظلمت کو
دیا میں جو بھی جلاؤں علی علی کر کے
وہ جس مقام پہ اب تک نہیں گیا کوئی
میں اس مقام سے گزروں علی علی کر کے
ضیاؔ فلک سے زمیں پر دیے اترنے لگیں
میں جب بھی اشک بہاؤں علی علی کر کے

حمیدہ سحر

غمِ شبیر دل کی روشنی ہے
یہی غم تو ہماری زندگی ہے
حسینی فکر میں ڈوبے رہو بس
حسینی فکر ہی فکرِ نبیؐ ہے
وہی بس عارفِ انسانیت ہے
جسے شبیر سے وابستگی ہے
اسے کیوں فکر ہو خلدِ بریں کی
شہہِ اسلام سے گر دوستی ہے
حسینی فکر سے ناتا جڑا ہے
سحرؔ کی فکر میں یوں شاعری ہے

حمیدہ سحر

خم ہوئی میری جبیں سبطِ نبیؐ کے سامنے
سر مرا اب جھک نہیں سکتا کسی کے سامنے
اس طرح زندہ کیا شبیر نے اسلام کو
موت بھی حیرت زدہ ہے زندگی کے سامنے
اذن غازی کو اگر ملتا کہیں شبیر سے
اک دھواں تھی فوج عباسِ علی کے سامنے
حشر تک روتے رہیں گے اصغر و شبیر کو
حرملہ بھی رو دیا اس کی ہنسی کے سامنے
میں ہوں واسطہ حسین ابن علی سے اے سحرؔ
کس میں ہمت آئے میری شاعری کے سامنے

فرزانہ سحاب

ہر طرف ہے بلا کا سناٹا
جیسے ہو آتما کا سناٹا
خامشی سسکیاں سی بھرتی ہے
گونجتا ہے ہوا کا سناٹا
کیسی ہے جان لیوا خاموشی
آج ہے انتہا کا سناٹا
آسمانوں سے ہی رہی نیچے
ہم نے دیکھا دعا کا سناٹا
جیسے ہو آج دس محرم کی
جیسے ہو کربلا کا سناٹا

علی اظہار

اپنی تقدیر چلو خود ہی بنا لی جائے
درِ زہرہ پہ جبیں دل کی جھکا لی جائے
دخترِ احمدِ مرسل کے چمن کی خوشبو
ایسی خوشبو ہے کہ سانسوں میں بسا لی جائے
مدحتِ فاطمہ کی راہ پہ چل کر کوئی
اپنی بخشش کی حسیں راہ نکالی جائے
نفس کی فکر بھی اور دل کی طہارت ہوگی
مدحِ زہرا کی اگر بزم سجا لی جائے
مدحِ زہرا کے ذریعے سے اے اظہار کوئی
خیر کے واسطے اک شمع جلالی جائے

ظہور مہدی

پیاس کو کر لیا ہتھیار علی اصغر نے
جنگ کے بدلے ہیں معیار علی اصغر نے
رو بہ رو آیا جو کم سن کے سوال بیعت
رہ کے چپ کر دیا انکار علی اصغر نے
پوری تاریخ جسے ناپ رہی ہے اب تک
قد نکالا ہے وہ سرکار علی اصغر نے
موجیں کوثر کی چلی آتیں در خیمہ پہ
کہہ دیا ہوتا جو اک بار علی اصغر نے
ذاکرِ اصغرِ کم سن ہے ظہورؔ اے لوگو
کر دیا ہے مجھے شہکار علی اصغر نے

ذیشان علی زیدی

گلے پہ تیر کھا کر مسکرانے آ گیا اصغر
علی کہتے ہیں کس کو یہ بتانے آ گیا اصغر
بھلا اس کم سنی میں ماں سے دوری کیسے ممکن ہے
مگر یہ سچ ہے ماں سے دور جانے آ گیا اصغر
شریعت کے بچاؤ کا کوئی رستہ نہ جب دیکھا
لہو دے کر شریعت کو بچانے آ گیا اصغر
ہے کس کا امر ورثہ کون اس دنیا کا حاکم ہے
تصرف اپنا دنیا کو دکھانے آ گیا اصغر
اے ذیشاںؔ ایک چلو خوں رخِ شبیر کو دے کر
زمیں گردش میں تھی گردش بھلانے آ گیا اصغر

محبان سلام گزار ادبی فورم

سردار اختر بلوچ	(معروف، سماجی و ادبی شخصیت)
سید اصغر حسین زیدی	(ویلکم بک پورٹ انٹرنیشنل)
ایس ایم نقی	(صاحب بیاض انجمن الذولفقار)
سید محسن شاہ	(سماجی کارکن)
مظہر ہانی	(بانی و کارکن ہانی ویلفیئر ٹرسٹ)
سید سجاد اکبر زیدی	(سماجی و سیاسی رہنما)
نظر کاظمی	(شاعر اہلبیت)

مشتاق مطبوعات